ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء — عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا

تار کا پتہ الفضل قادیان

THE ALFAZL
QADIAN

اخبار ہفتہ میں دوبار

الفضل

قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت فی پرچہ ایک آنہ

جماعت احمدیہ کا مسلّم آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۳۸ — مورخہ ۹ نومبر سنہ ۱۹۲۶ء یوم سہ شنبہ — مطابق ۲ جمادی الاول سنہ ۱۳۴۵ھ — جلد ۱۴

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔ حضور آج کل "ہفوات المسلمین" کتاب کا جواب تحریر فرما رہے ہیں۔ جو ساتھ کے ساتھ کاتب لکھ رہا ہے۔ اور امید ہے جلسہ سالانہ پر یہ بے نظیر تصنیف شائع ہو جائیگی۔

حرم ثانی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو کھانسی اور بخار کی تکلیف ہے۔ احباب ان کی صحت کے لئے درد دل سے دعا کریں۔

جناب مفتی محمد صادق صاحب لائل پور کے جلسہ سے واپس تشریف لے آئے ہیں ؞

جناب حافظ روشن علی صاحب کو بخار سے آرام ہے۔

مولوی ظہور حسین صاحب مبلغ بخارا کو محصلین مدرسہ احمدیہ نے بھی ٹی پارٹی دی ؞

مغرب کی سعید روحوں کی ہدایت کا سامان
مسجد احمدیہ لنڈن کے برکات
دو اور معزز انگریزوں نے اسلام قبول کیا

جناب مولوی عبدالرحیم صاحب درد ایم اے امام مسجد احمدیہ لنڈن نے یکم نومبر ۱۹۲۶ء کو حسب ذیل تار حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ارسال کیا ہے۔ جو ۳ نومبر کو یہاں پہنچا۔

"الحمد للہ۔ آج دو اور انگریز احمدی ہوئے۔ جن میں سے ایک رائل ایشیاٹک سوسائٹی کے ممبر ہیں"

یہ وہ سامان ہیں۔ جو خدا تعالیٰ اپنے گھر کو آباد کرنے اور تثلیث پرستی کے مرکز میں وحدانیت کا جھنڈا گاڑنے کے لئے کر رہا ہے۔

اور ہمیں یقین ہے کہ جس جوش اور اخلاص کے ساتھ اور جن پاک امنگوں اور امیدوں کو دل میں رکھ کر امام جماعت احمدیہ نے لنڈن میں مسجد احمدیہ کی بنیاد رکھی ۔ وہ ضرور بار آور ہونگی۔ اور دنیا

میں ایک انقلاب عظیم پیدا ہوگا۔ جس کے لئے ضرورت ہے کہ جماعت احمدیہ جہاں خدا تعالیٰ کے حضور سجدات شکر بجا لائے۔ وہاں اپنی کوششوں میں پہلے کی نسبت دن بدن اضافہ کرتی جائے ؛

جماعت احمدیہ کٹک کا جلسہ
احمدیہ مسجد کا سنگ بنیاد

(تار بنام الفضل)

سکرٹری صاحب انجمن احمدیہ کٹک بذریعہ تار مطلع فرماتے ہیں:۔

۲۷ر اکتوبر ۱۹۳۶ء کو وفد تبلیغ یہاں پہنچا جس کا پرجوش خیر مقدم کیا گیا۔ ۲۸ر اکتوبر کو ٹون ہال میں جلسہ منعقد ہوا۔ مولوی عبد الرحیم صاحب نیرؔ نے مضمون "احمدیت دنیا کے امن کا ذریعہ ہے" پر لیکچر دیا۔ اسی رات میجک لالٹین کے ذریعہ اس امر پر روشنی ڈالی کہ "کس طرح اسلام وحشیوں کو مہذب انسان بناتا ہے" ان ہر دو تقریروں کے موقعوں پر ہر طبقہ و جماعت کے لوگوں سے ہال بھرا ہوا تھا۔ اور سامعین پر گہرا اثر ہوا۔ مولوی عبد الحفیظ صاحب وکیل جو احمدی نہیں ہیں۔ کرسی صدارت پر رونق افروز ہوئے۔ پولیس کا انتظام تسلی بخش تھا۔ ہندو مصلحین قوم کے متعلق احمدی جماعت کا جو عقیدہ ہے۔ اسے سنکر ہندو صاحبان نے امتنان اور انبساط کا اظہار کیا۔ ہندوؤں اور مسلمانوں نے فاضل لیکچرار کا شکریہ ادا کیا۔ ۲۹ر اکتوبر کو جناب صدر صاحب جلسہ نے وفد کی دعوت کی۔ دس سربرآوردہ مسلمان اور بھی اس موقعہ پر مدعو کئے گئے۔ اس مجلس دعوت میں مولوی عبد الحفیظ صاحب اور دیگر احباب نے احمدیت کے متعلق وفد سے چند باتیں مزید دریافت کیں۔ مثلاً یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانا کیوں ضروری ہے۔ اور احمدیوں اور غیر احمدیوں میں کیا فرق ہے۔ ان سب سوالات کے تسلی بخش جواب دئے گئے۔ اور مولوی عبد الحفیظ صاحب نے تسلیم کر لیا کہ واقعی حضرت مسیح علیہ السلام وفات پا چکے ہیں۔ اور جناب یسوع مسیح کے متعلق اس غالیانہ عقیدے کو ترک کر دیا کہ آپ بھی خدا کی طرح صفت خلق کے مالک تھے۔ جمعہ کی نماز احمدی نماز گاہ میں ادا کی گئی جہاں مقامی لجنہ اماء اللہ کی ممبرات نے ایڈریس پیش کیا۔ لجنہ اماء اللہ کے انتظام کے ماتحت میجک لالٹین کے ذریعے بھی ایک لیکچر ہوا جس میں پردہ کا کافی انتظام تھا۔ وفد نے یہاں کی احمدیہ مسجد کا سنگ بنیاد بھی رکھا۔ اور اس موقعہ پر ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کی طرف سے ایڈریس پڑھا گیا۔ اور اراکین وفد کے گلوں میں پھولوں کے ہار ڈالے گئے۔ بعد ازاں بوقت شام ٹون ہال میں جلسہ ہوا جس میں "عالمگیر مذہب" پر مولوی غلام احمد صاحب نے تقریر کی۔ اس کے بعد مولوی عبد الرحیم صاحب نیرؔ نے میجک لینٹرن کے ذریعہ "احمدیت کی ترقی مختلف ممالک میں" ...

پر لیکچر دیا۔ پریزیڈنٹ صاحب جلسہ نے لیکچر کی خوبی اور عمدگی کے متعلق تقریر کی۔ بعض ہندوؤں نے بھی مقرر کا شکریہ ادا کیا سوالات کے لئے وقت دینے پر کوئی معترض سامنے نہ آیا۔ ۲۹ر اکتوبر غیر احمدیوں نے ہمارے خلاف جلسہ کر کے لوگوں کو ہمیں بائیکاٹ کرنے کی تحریک کی۔ الحمد للہ ہمارے اجلاس بہت کامیاب رہے اور مبلغین یہاں سے بھدرک روانہ ہو گئے ؛

اخبار احمدیہ

غربار کی امداد فرمائیں

احباب کو یاد ہوگا کہ شروع ماہ اکتوبر میں بذریعہ اخبار الفضل یہ اعلان کیا گیا تھا۔ کہ چونکہ سردی کا موسم آ رہا ہے۔ اور وہ غربار جن کے پاس لحاف وغیرہ اور پہننے کے کپڑے بھی سردی سے بچاؤ کے لئے نہیں ہیں ان کی مدد کرنا ہمارے لئے ضروری ہے ... اس لئے احباب ... جہاں تک ہو سکے ... کسی کسی طریق ... سے خواہ کپڑے بھیج کر خواہ نقد روپیہ ارسال کر کے ان کی مدد فرمائیں۔ لیکن اس تحریک پر بہت کم احباب نے توجہ فرمائی ہے۔ دوبارہ عرض کیا جاتا ہے۔ کہ اب تو سردی کا موسم آ ہی گیا ہے۔ اور تاخیر کرنے کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے۔ احباب بہت جلد اور ضرور توجہ فرمائیں۔ جو دوست نقد روپیہ بھیجنا چاہیں وہ جلدی ارسال فرمائیں تاکہ یہاں کپڑے بنوا لئے جائیں۔ اور جو دوست کپڑے اور لحاف وغیرہ (خواہ مستعمل ہی ہوں) دینا چاہیں وہ اگر بذریعہ پارسل نہ بھیج سکیں تو جلسہ سالانہ پر ضرور ہمراہ لیتے آئیں۔ خاکسار۔ قائمقام پرائیویٹ سکرٹری ؛

موقع سے فائدہ اٹھاؤ

جو احباب اپنے روپیہ کو کسی محفوظ تجارت میں لگا کر فائدہ اٹھانا چاہتے ہوں وہ ناظر تجارت سے مفید مشورہ حاصل کر سکتے ہیں ؛

ناظر تجارت و صنعت۔ قادیان

ضرورت ملازمت

ایک احمدی بھائی بی اے پاس ہیں۔ خاصی قانونی واقفیت رکھتے ہیں۔ اردو انگریزی میں بخوبی کام کر سکتے ہیں۔ ملازمت کے خواہشمند ہیں۔ احمدی احباب ان کی ملازمت کے لئے کوشش فرمائیں۔ موزوں جگہ کا پتہ لگنے پر دفتر ہذا میں اطلاع دیں۔ قائمقام ناظر امور عامہ

بی ایس سی کیلئے موقعہ

ایک بی۔ ایس سی کی یو۔ پی کے ایک سرکاری دفتر کے لئے تنخواہ ۸۰۔۵۔۱۵۰ تک ہوگی۔ خواہشمند بہت جلد اپنی اپنی درخواست معہ نقول سارٹیفکیٹ بھیجدیں۔ تر نامہ چھوڑ دیں یہاں سے پر کر کے بھیجدیا جائیگا۔ ناظر امور عامہ۔ قادیان ؛

ولادت

بفضلہ تعالیٰ امیر کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے۔ احباب جماعت احمدیہ دعا فرمائیں کہ مولود مسعود صالح دراز عمر اور خادم دین ہو۔ خاکسار حکیم محمد اکرم اُدیج شریف (بہاولپور)

(۲) بتاریخ ۸ ۲ر اکتوبر ۱۹۳۶ء خاکسار کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے جس کی زندگی خدمت دین کے لئے وقف کر دی ہے۔ احباب اسکو نیک صالح۔ خادم دین اور باعمر ہونے کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار محمد عبد اللہ از کنتریلہ

درخواست دعا

خاکسار سے سررشتہ کی ایک فرد گذاشت کے باعث جواب طلب ہوا ہے۔ احباب دعا فرمائیں۔ رب العزت عزت قائم رکھے۔ نیز میرا لڑکا اور لڑکی بیمار ہے۔ ان کی صحت کے لئے دعا کی جائے۔

خاکسار محمد حسین۔ ڈپٹی انسپکٹر اسلامیہ مدارس میرٹھ

(۲) میری بیوی اور لڑکا دونوں عرصہ سے بیمار ہیں۔ احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ مستری فیروز الدین جڑانوالہ ؛

(۳) خواجہ عبد الغفار صاحب عرصہ ڈیڑھ ماہ سے بعارضہ بخار بیمار ہیں۔ ہر چند علاج کرائے۔ لیکن بخار ہے کہ ٹوٹتا نہیں۔ تمام برادران سلسلہ سے درخواست دعا ہے کہ خداوند کریم ان کو صحت عطاء فرمائے۔ الراقم۔ نثار احمد احمدی از بندہ پور کشمیر ؛

(۴) میری خورد سالہ بچی کئی روز سے بعارضہ بخش سخت بیمار ہے احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ اس کی کامل صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار الطاف حسین احمدی اچولوی از بہاولپور

(۵) میں عرصہ دو ماہ سے بیمار پڑا ہوں۔ احمدی بھائی جوش اور درد دل سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ صحت بخشے۔

(ڈاکٹر) عبد الرحمٰن از موگا ؛

دعائے مغفرت

(۱) شرافت اللہ خان صاحب شاہجہانپوری کے لڑکے شریعت اللہ خان کا انتقال ہو گیا ہے احباب دعائے مغفرت فرمائیں۔ سید محمد اسحٰق۔ قادیان

(۲) رجب علی خان صاحب سکرٹری تعلیم و تربیت مرض ٹونیا سے وفات پا گئے ہیں۔ تبلیغ کے بڑے شیدائی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عاشق تھے۔ ان کی مغفرت کی دعا کی جائے۔ محمد عبد الصمد مبلغ سدری

(۳) حکیم محمد حسین صاحب کا انتقال بروز منگل بوقت دو بجے دوپہر ہو گیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم جماعت احمدیہ بلب گڈھ کے سکرٹری تھے۔ نہایت مخلص۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ابتدائی زمانہ میں حضور کے دست مبارک پر بیعت کی تھی۔ رات دن سوائے تبلیغ احمدیت کوئی تسکین قلب کا سامان نہ سمجھتے تھے۔ وصال سے تقریباً نصف گھنٹہ قبل جبکہ غیر احمدی لوگ بھی کھڑے تھے۔ سب کو مخاطب کر کے ...

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
یوم سہ شنبہ قادیان دارالامان ۔ ۹ نومبر ۱۹۲۶ء

امیر فیصل کی محرومی سعادتِ عظمیٰ سے

اس چھوٹی سی کمزور بے زر جماعت نے جسے اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے اپنے ایک مامور اور مرسل کے ذریعہ اسلام کی اشاعت اور حفاظت کے لئے مبعوث کیا۔ ایسی حالت میں جبکہ اس پر ہر چہار اطراف سے دشمن حملہ آور ہو رہے ہیں اور اسے ہر رنگ اور ہر طریق سے نقصان پہنچانے بلکہ مٹا دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ نہ صرف دشمنوں کی سینہ زوریوں اور ستم آرائیوں کے مقابلہ میں سینہ سپر ہو کر نہ صرف اکناف عالم میں اشاعت اسلام کے لئے اپنی سرگرمیوں اور سرفروشیوں سے مشغول رہ کر اور ان اغراض مقدسہ کے لئے اپنے اموال بے دریغ صرف کر کے۔ بلکہ اس نے اپنے مقدس اور اولوالعزم امام کے ارشاد پر عیسائیت کے مرکز لنڈن میں خانہ خدا کی بنیاد رکھنے اور پھر اسے پایہ تکمیل تک پہنچانے کی وہ سعادت حاصل کی۔ جس کے حصول سے گذشتہ صدیوں کے تمام مسلمان باوجود اپنی حکومت و سطوت، دولت و ثروت جلال و شوکت یکسر محروم رہے ہ

مسلمانوں اور اسلام کے نام لیواؤں پر خدا تعالیٰ نے کیا کیا انعام نہ کئے۔ کیا کیا رحمتیں نازل نہ کیں۔ کیا کیا سرفرازیاں عطا نہ کیں۔ ملکوں کی حکمرانی انہیں عطا کی۔ قوموں کی پاسبانی انہیں بخشی۔ خزائن کا مالک انہیں بنایا۔ دولت و ثروت انہیں بے حساب دی۔ لیکن ان میں سے کسی کو اتنی توفیق نہ ہوئی۔ کہ یورپ کے ان ممالک میں جہاں عیسائیت ہی عیسائیت پھیلی ہوئی تھی۔ جہاں واحدہٗ لاشریک خدا کی بجائے تین خداؤں کی پرستش ہوتی تھی۔ جہاں ایک عجیب انسان کو خدا اور خدا کا بیٹا کہہ کر پوجا جاتا تھا۔ وہاں اللہ اکبر اور لا الٰہ الا اللہ کی شرک کش صدا بلند کرنے کے لئے اور ایک خدا کے آگے سربسجود ہونے کے لئے خانہ خدا تعمیر کرے۔ بالآخر یہ سعادت عظمیٰ اس آخری زمانہ کے مامور اور مرسل کی جماعت کو حاصل ہوئی۔ جس کے متعلق صدیوں پہلے بتایا گیا تھا۔ کہ اس کے وقت میں مغرب سے سورج طلوع ہو گا یعنی مغرب کے ظلمت کدہ میں اس کے ذریعہ اسلام کی روشنی نمودار ہو گی ہ

لنڈن کے سے شہر میں مسجد کی تعمیر اتنا بڑا کارنامہ تھا کہ ہر ایک مسلمان کہلانے والے کو اس پر فخر کرنا چاہیئے تھا اور جماعت احمدیہ کے اس دینی ایثار اور مذہبی اولوالعزمی کی داد دینی چاہیئے تھی۔ لیکن افسوس کہ مسلمانوں میں جہاں خیر و برکت کا کوئی فعل خود کرنے کی ہمت نہ رہی۔ وہاں کسی کار خیر کی قدر و منزلت پہچاننے کی اہلیت بھی اٹھ گئی۔ یہی وجہ تھی۔ کہ جب امیر احمدیہ مشن لنڈن کی طرف سے امیر فیصل کو مسجد کے افتتاح کرنے کا اعزاز دینے کی تجویز کی گئی۔ اور صرف اس لئے کی گئی کہ مسلمان کہلانے والوں کے اس طبقہ کو جو اپنی امارت اور حکومت کے گھمنڈ میں دین اور اسلام کی حقیقی خدمت سے محروم ہو چکا ہے۔ اس کے اصل فرض کی طرف توجہ دلائی جائے اور ایک قلیل اور کمزور جماعت کی خدمات اسلام کے شاندار نتائج سے آگاہ کیا جائے تو امیر موصوف نے اس سے انکار کر دیا ہ

اس انکار سے مسجد کا افتتاح تو نہ رک گیا لیکن امیر موصوف اس سعادت عظمیٰ سے قطعاً محروم ہو گئے۔ جو تثلیث پرستی کے مرکز میں وحدانیت کے اعلان کے سب سے پہلے مقام کے متعلق انہیں حاصل ہو سکتی تھی۔ اور بہت ممکن تھا کہ اس کے صدقے ان کے لئے حقیقی رشد اور ہدایت کا دروازہ کھولا جاتا پھر یہ بھی ظاہر ہو گیا۔ کہ وہ مسلمان کہلانے والے جو غیروں کے سہارے اور ان کی کاسہ لیسی کے طفیل بچی کھچی اور ٹوٹی پھوٹی حکومتیں لئے بیٹھے ہیں۔ اس قابل نہیں ہیں کہ اسلام کی کوئی معمولی سے معمولی خدمت بھی ان کی طرف منسوب کی جا سکے۔

اگرچہ امیر فیصل کے افتتاح مسجد میں شمولیت سے انکار کو دنیا کے وسیع ترین حلقہ میں ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے لیکن وہ لوگ جو سعودی خاندان کی ہر رنگ اور ہر طریق سے حمایت کرنے کا ٹھیکہ لے چکے ہیں۔ اور اس کے صلہ میں بڑی بڑی رقمیں ہتیا رہے ہیں۔ ان کی طرف سے امیر فیصل کے اس ناسزا فعل کی تائید میں نہایت مضحکہ خیز وجوہات پیش کی جا رہی ہیں۔

ایسے کوتاہ بین اور غلط اندیش لوگوں میں سے مشہور بدنام اور ضمیر فروش اخبار "زمیندار" کا عملہ سب سے بڑھا ہوا ہے جس نے امیر فیصل کی حمایت میں ایک وجہ تو یہ پیش کی ہے کہ چونکہ وہ یہ مسجد مسلمانوں ہی کے لئے نہیں بلکہ عیسائیوں اور یہودیوں کے لئے بھی عبادت گاہ کا کام دیگی" اس لئے ابن سعود کی حس اسلامی و غیرت ایمان نے گوارا نہ کیا کہ ایسی مسجد کی رسم افتتاح جو مسجد ضرار کا حکم رکھتی ہے۔ ان کا بیٹا انجام دے اسی لئے انہوں نے ایک برقی پیغام کے ذریعہ شہزادہ فیصل کو رسم افتتاح انجام دینے سے منع فرمایا" اور دوسری وجہ جسپر وہ کئی بار زور دے چکا ہے۔ یہ بیان کرتا ہے۔ کہ "سلطان کی فراست ایمانی اور حرارت دینی نے قادیان کے وفاداران ازلی کی امیدوں کا خون کر دیا۔ اور ان کی یہ آرزو پوری نہ ہو سکی۔ کہ جس طرح ساری آزاد اسلامی دنیا میں وہ انگریزوں کے پٹھو کے نام سے مشہور ہیں۔ اسی طرح سلطان ابن سعود بھی اسی ناقابل رشک شہرت کے سرمایہ دار بن جائیں" (زمیندار [illegible])

مطلب یہ کہ امیر فیصل سے مسجد احمدیہ کا افتتاح کرانے کی غرض محض یہ تھی۔ کہ اس طرح انگریزوں کی غلامی کا پٹہ ان کے گلے میں ڈالدیا جائے۔ لیکن سلطان ابن سعود کی "فراست ایمانی" اور "حرارت دینی" نے یہ آرزو پوری نہ ہونے دی۔

"زمیندار" کی اس منطق کو ہماری طرح ہر عقلمند سمجھنے سے قاصر ہو گا۔ کہ مسجد کا افتتاح انگریزوں کی غلامی کا پھندا کیونکر بن سکتا ہے۔ اور اگر بفرض محال ایسا ہو بھی سکتا ہے۔ تو ایسا شخص جس کے لنڈن جانے کی غرض و غایت "زمیندار" کے نزدیک محض یہ تھی کہ "اپنے والد ماجد کے اعلان ملوکیت کے اعتراف پر ملک معظم جارج پنجم کا بھی شکریہ ادا کریں" اس پھندے سے بچ کیونکر سکتا ہے۔

اسی طرح یہ بھی غلط ہے۔ کہ امیر فیصل نے اس لئے مسجد کا افتتاح کرنے سے انکار کر دیا کہ وہ "عیسائیوں اور یہودیوں کے لئے بھی عبادت گاہ کا کام دیگی" کیونکہ یہ بالکل غلط بیان تھا۔ جو امیر جماعت احمدیہ لنڈن کی طرف منسوب کیا گیا اور اس کی انھوں نے تردید بھی شائع کرا دی۔ اس بارے میں امیر فیصل نہایت آسانی کے ساتھ اپنی تسلی اور اطمینان کر سکتے تھے۔ لیکن جب مشیت ایزدی میں یہی تھا کہ وہ اس سعادت سے محروم رہیں تو کیونکر انہیں کوئی صحیح طریق سوجھتا۔ بہر حال اب امیر فیصل کے متعلق "زمیندار" جو کچھ کہہ رہا ہے۔ وہ عذر گناہ بدتر از گناہ کا مصداق ہے۔ اور کوئی عقلمند ان وجوہات کی بنا پر ان کی عدم شمولیت کو معقولیت پر مبنی نہیں قرار دیگا۔ لیکن خدا کی شان جس شخص کے متعلق یہ کہا جاتا ہے۔ کہ اس نے مسجد کا افتتاح اس لئے نہ کیا کہ اسے مسجد میں داخل ہوتے ہی بھوت کی طرح انگریزوں کی غلامی کے چمٹ جانے کا ڈر تھا۔ اسی نے انگریزوں کی غلامی کی سند کو اپنے لئے باعث افتخار سمجھا۔ اور وہ جس کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ عیسائیوں اور یہودیوں کے لئے مسجد میں آنے کی اجازت کا

کیونکہ اس نے مسجد میں آنا گوارا نہ کیا۔ وہ ایسے ایسے مقامات پر گھومتا رہا۔ جہاں سے اسلامی تہذیب و شرافت کوسوں دُور رہتی ہے۔ اس کی تفصیل اگلے پرچہ میں بیان کی جائیگی۔ انشاء اللہ

حنفیوں اور اہلحدیثوں کے تعلقات

حالات اور واقعات حجاز کے سلسلہ میں ہندوستان کے حنفیوں اور اہلحدیثوں کے تعلقات جس حد تک پہنچ چکے ہیں۔ ان کا کسی قدر اندازہ حسب ذیل اقتباس سے لگایا جا سکتا ہے۔ جو اخبار "دربخت" سیالکوٹ ۲۴ ر اکتوبر سے درج ذیل کیا جاتا ہے۔ اخبار مذکور سیالکوٹ کے ایک تازہ جلسہ کا ذکر کرتا ہوا لکھتا ہے:۔

"۱۰ر اکتوبر کی شب کو چوک اڈہ شہباز خان (سیالکوٹ) میں احناف کا عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ اس میں سات ہزار کے قریب مجمع تھا۔ سید حبیب ایڈیٹر سیاست لاہور نے شیخ نجدی کے مظالم شرح و تفصیل سے بیان کئے ہیں۔ جناب تاج الدین احمد ایڈیٹر نشتر لاہور نے ایک دلسوخت پڑھی جس کا شعر ترجیع بند یہ ہے:۔

نجدی کا جو حامی ہے مسلمان نہیں ہے
بے شرم ہے اور غیرت و ایمان نہیں ہے

اسکے بعد حضرت گرامی منزلت سرکار عالی وقار جناب السید پیر جماعت علی شاہ صاحب قبلہ نے تبرکاً مختصر تقریر فرمائی آپ نے افتتاح کلام لعنت لعنت سے فرمایا۔ ارشاد ہوا کہ معلوم نہیں یہ نجدی ملعون ابن ملعون۔ ان ملعون۔ بے شرم بے حیا وہابیوں کا جوائی (داماد) ہے یا کُرم (سمدھی) پھر فرمایا کہ حضرت فاطمۃ الزہرا امام حسن، امام علی زین العابدین، امام محمد باقر علیہم السلام کے روضے گرا دیئے گئے۔ اس فاطمہ علیہا السلام کی قبر اکھاڑ دی گئی۔ جس کی نسبت انّ فاطمۃُ بضعۃ منّی فرمایا۔ اب کون تخم حرام۔ سؤر کا بچہ ہے۔ جو یوں کہے کہ روضۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باقی ہے۔ کہو اے مسلمانو! نجدی۔ نجدیوں اور ان کے حامیوں اور انہیں مسلمان سمجھنے والوں پر لعنت بالعنت!! لعنت!!!

حضرت صاحب کا یوں ارشاد فرمانا تھا کہ بھادوں کی موسلا دھار کی طرح لعنتوں کی بارش شروع ہوئی۔

اس جلسہ میں صرف ایک ہی ریزولیوشن پیش ہو کر پاس ہوا۔ یعنی ایک محرک نے مجمع عام میں کھڑے ہو کر تحریک کی کہ حسب الارشاد حضور قبلہ و کعبہ تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ ہر نماز کے بعد سو سو دفعہ نجدی ملعون اور وہابیوں پر لعنت پڑھی جائے۔ یہ ریزولیوشن بالاتفاق رائے پاس ہوا اور ایک قسط مجمع عام میں اس جم غفیر نے بمسرت تمام ادا بھی کر دی۔

پھر فرمایا۔ سو مسلمانو! یہ معلوم نہیں ان ہندی وہابیوں شیطانوں کا فردوں کا نجدی مردود ملعون۔ حرام زادہ لگتا کیا ہے؟ پھر ایک نعرہ لعنت کا غبار اُٹھا اور "وہابیوں پر لعنت نجدیوں پر لعنت۔ نجدیوں کے حامیوں پر لعنت" کی صدائیں بلند ہوئیں۔ اسکے بعد اعلیٰ حضرت نے وہابیوں کو مسلمان سمجھنے اور ان کے ساتھ میل جول رکھنے والوں کو لعنتی اور مردود فرمایا۔ اور سبحان اللہ سبحان اللہ کے نعروں میں اپنی تبرکانہ مختصر تقریر ختم فرمائی"

"زمیندار" اور مولوی ثناء اللہ وغیرہ کو جو خاص طور پر مندرجہ بالا الفاظ میں مخاطب ہیں۔ اُمید ہے یہ بات اچھی طرح ذہن نشین ہو جائیگی کہ جس طرز کلام کو وہ پسند کرتے اور جماعت احمدیہ کے متعلق فخر اور ناز کے ساتھ استعمال کرتے رہتے ہیں۔ اسی میں انہیں مخاطب کرنیوالوں کی بھی کمی نہیں ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے ان کی سرکوبی کے لئے انہی میں سے اس میدان کے مرد کھڑے کر دیئے ہیں ؎

خواجہ حسن نظامی اور مولوی ظفر علی

"زمیندار" کی ایک مدت کی نیش زنیوں سے تنگ آکر خواجہ حسن نظامی صاحب نے پہلے تو کچھ دے دلا کر اپنا پیچھا چھڑانا چاہا۔ لیکن جب اس طرح زمیندار کا منہ بند نہ ہو سکا۔ تو آخر تنگ آمد بجنگ آمد پر عمل کرنے کا اعلان کر دیا ادہر سے "زمیندار" نے بھی جست کی۔ اور جھٹ مباہلہ کا چیلنج دیدیا لیکن دراصل یہ ایک کھیل تھا جو کھیلا جا رہا تھا۔ جب طرفین نے ایک دوسرے کے داؤ پیچ کا اندازہ لگا لیا۔ تو نہ صرف اپنی اپنی جگہ ٹھنڈے ہو کر بیٹھ گئے۔ بلکہ صلح اور دوستی محبت اور اُلفت کے اعلان بھی کر دیئے۔ اب سوال صرف یہ ہے کہ "زمیندار" میں خواجہ صاحب کے خلاف جو کچھ لکھا جاتا رہا۔ اور جو خطاب انہیں دیئے جاتے رہے ہیں۔ کیا وہ سب غلط ثابت ہو گئے کہ مولوی ظفر علی صاحب کو ان کا "دم غنیمت" نظر آنے لگ گیا اور "بے اختیار تعریف کرنے کو جی چاہنے" لگ گیا۔ اسی طرح کیا مولوی ظفر علی صاحب کی سرشت بدل گئی۔ کہ ان کی شرارتوں کا سدّباب کرنے کی بجائے ان کی دوستی اور محبت کا اعلان ہونے لگا۔ خواجہ صاحب ذرا اپنے حسب ذیل الفاظ پڑھیں۔ جو انہوں نے مقابلہ کے لئے کھڑے ہوتے وقت لکھے تھے:۔

"تجربہ سے معلوم ہوا۔ کہ چند افراد اپنی ذاتی اغراض کی وجہ سے مسلمانوں میں فرقہ بندی کی آگ بھڑکا رہے ہیں۔ اور جب تک ان مفسدوں کا انتظام نہیں ہوگا۔ فرقہ بندی کی آگ کا بجھنا دشوار ہے۔ اسلامی حکومت ہوتی۔ تو ان مفسدوں کی باقاعدہ تحقیقات کی جاتی۔ اور ان کو پھانسیوں پر لٹکا دیا جاتا۔ لیکن موجودہ زمانہ میں مسلمان محض بے بس ہیں وہ صرف یہی علاج کر سکتے ہیں۔ کہ سب عام و خاص کو ان شریروں کی شرارتوں سے آگاہ کر دیں۔ اور ایسی حکمت کے ساتھ کام کریں کہ ان مفسدوں کی تفرقہ اندازی بے اثر ہو جائے۔

ظفر علی خان ان سب مفسدوں میں اعلیٰ درجہ کے مفسد ہیں۔ اس واسطے سب سے پہلے انہی کا انتظام کرنا چاہیئے۔ اس انتظام میں نہایت ضروری اور مقدم بات یہ ہے کہ اہلحدیث یعنے وہابی حضرات کو سمجھایا جائے کہ یہ شخص تم کو جوش دلا کر اور حنفیوں کے خلاف اور صوفیوں کے خلاف عیارانہ باتیں لکھ کر بھڑکاتا ہے تاکہ تم سے روپیہ وصول کرے۔ اور جیسا کہ صرف دہلی کے چند اہل حدیث نے ظفر علی خان کو دس ہزار روپیہ دیا ہے۔ اور ایسا ہی تمام ہندوستان کے اہل حدیث بھائیوں کو دہوکے دیکر یہ شخص روپیہ وصول کریگا۔ اس واسطے سب اہل حدیث بھائی انجام کو سوچیں۔ اور اچھی طرح غور کریں کہ ظفر علیخان کی مخالفانہ تحریروں سے صوفی اور حنفی اپنے عقائد کو ترک نہیں کر دینگے۔ بلکہ ان میں اور زیادہ جوش اور ولولہ بڑھ جائے گا۔ اور چونکہ اہل حدیث کی تعداد تھوڑی ہے۔ اس واسطے ہر مقام پر ان کو ایسی سخت مشکلات پیش آئینگی۔ جن کا الفاظ میں ادا کرنا ناممکن ہے۔ لہذا وہ ظفر علیخان کے دہوکہ میں نہ آئیں۔ اور مسلمانوں میں باہمی تفرقہ نہ پڑنے دیں ؎

الغرض میں یہ چاہتا ہوں کہ تمام ہندوستان کے مسلمانوں کو ظفر علیخان جیسے "پولٹیکل گرگٹ" سے اچھی طرح آگاہ کر دیا جائے۔ اور اس میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا جائے تاکہ مسلمان اس مفسد اعظم کے ہاتھوں سے نجات پائیں۔ پس میں نے ظفر علیخان کی مخالفت کے لئے جو قدم اُٹھایا ہے۔ وہ فرقہ بندی بڑھانے کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ فرقہ بندی مٹانے کے لئے ہے۔ کیونکہ ظفر علی خان کسی فرقہ کا نمایندہ نہیں ہے وہ تو صرف اپنے پیٹ کا اور اپنی جیب کے روپیہ کا نمایندہ ہے۔ اسواسطے میرے خیال میں ظفر علیخان کے پنجہ سے مسلمانوں کو بچانا مسلمانوں کے قومی اتحاد کے لئے از حد ضروری ہے۔ اور جو شخص اس میں کام کریگا وہ دونوں جہاں میں اچھے اجر کا مستحق ہوگا۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ اہل حدیث بھائی بھی اس معاملہ میں میری مدد کرینگے اور اپنی جماعت کو ظفر علی خان کے دہوکہ سے بچا لینگے"

جناب خواجہ صاحب از راہ مہربانی صرف اتنا بتا دیں کہ ان سطور میں انہوں نے جو کچھ مولوی ظفر علی صاحب کے متعلق لکھا تھا وہ درست تھا یا غلط۔ اگر درست تھا تو کیا اس کے انسداد میں انہیں خاطر خواہ کامیابی ہو گئی اگر نہیں تو پھر مولوی ظفر علی صاحب سے انکی صلح کے کیا معنی؟ کیا انہوں نے یہ قدم محض اس لئے اُٹھایا تھا کہ مولوی ظفر علی صاحب انکی تعریف میں ایک آدھ فقرہ لکھ دیں اور وہ ہتھیار ڈالدیں۔ جناب خواجہ صاحب کو ان الفاظ اور امور کے متعلق جن میں انہیں شک تھی بتا دینا چاہئیے کہ ان کا اطمینان ہوا ہے یا نہیں۔ اور اگر ہوا ہے تو کس طرح؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

مسلمانوں کی عبرتناک حالت

احمدیہ جماعت کی قدر و قیمت

احمدیہ مسجد لنڈن کا روپیہ

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ

(فرمودہ ۲۹ اکتوبر ۱۹۲۶ء)

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

تاریکی کا زمانہ

یہ زمانہ ایسی تاریکی اور ایسی ظلمت کا زمانہ ہے۔ کہ اس سے پہلے کبھی دنیا پر ایسی تاریکی کا زمانہ نہیں آیا اور کبھی اس پر ایسی ظلمت طاری نہیں ہوئی جیسی آج اس پر طاری ہے۔ بظاہر یہ زمانہ روشنی اور تعلیم کا زمانہ کہلاتا ہے اور اس زمانہ کے حالات اور خیالات نئی روشنی کے حالات اور خیالات کہلاتے ہیں اور ان حالات و خیالات کے واقف نئی روشنی کے آدمی کہلاتے ہیں۔ لیکن دین کو مدنظر رکھتے ہوئے اور روحانیت کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ بات اچھی طرح معلوم ہو جاتی ہے۔ کہ جس طرح اس زمانہ میں جسے روشنی کا زمانہ کہتے ہیں تاریکی پھیلی ہوئی ہے ایسی کبھی نہیں پھیلی تھی۔ پہلے زمانہ میں جو لوگ جہالت میں پھنسے ہوئے تھے اور تاریکی میں مبتلا تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ہدایت مفقود تھی لیکن دنیا کی رَو ایسی کبھی نہ ہوئی تھی کہ علوم روحانیہ کا پھیلنا ہی بند ہو جائے اُس زمانہ کے لوگ جہالت میں تو تھے لیکن ہر ایک چیز کی ضرورت محسوس کرتے تھے اور سمجھتے تھے کہ مذہب اور علوم روحانیہ ضروری شئے ہیں ؂

دین بھی ہے ایک قشر حقیقت نہیں رہی

یہ حقیقت آج لوگوں میں نہیں۔ ان کے دلوں میں ایسی امنگ ہی نہیں۔ انکو اس بات کا احساس ہی نہیں کہ مذہب اور علوم روحانیہ کا ہماری ترقی کے ساتھ کیا تعلق ہے۔ دنیا کے کاموں کے لئے انہیں تڑپ موجود ہے اور ان کے لئے ایک آگ ان کے اندر ہے اس کے واسطے ان میں جستجو ہے اور ایک شعلہ ان میں ہے جو ان کے اندر سے اٹھ کر سر ولی تک جاتا ہے اور وہ ہر وقت اس سے یہ سمجھتے ہیں کہ ابھی ایک اور اونچا مقام ہے جو ابھی ہم نے حاصل کرنا ہے۔ اور جب یہ سب کچھ اسی تڑپ کے ماتحت ہے۔ تو اس کے یہ معنے ہیں۔ کہ گویا وہ تڑپ ہی ان کو غلط راہ پر لے جا رہی ہے۔ اگر ان میں سے کوئی ذرا اور آگے بڑھنا چاہتا ہے اور ترقی کرنا چاہتا ہے تو اس کا رستہ وہ یہی سمجھتا ہے کہ ان باتوں میں کوئی تبدیلی پیدا کر لینے سے وہ مقام حاصل کر لیا جا سکتا ہے اور اس کا خیال مذہب کی طرف آتا ہی نہیں علوم روحانیہ کی طرف اس کو توجہ ہوتی ہی نہیں۔ جو کامیابی کا اصل ذریعہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مذہب ان کے پاس نہیں ہے اور اگر ہے تو وہ نام کا ہے کام کا نہیں۔ زیادہ سے زیادہ اگر کچھ ان کے پاس ہے تو وہ الفاظ ہیں۔ جن کی ان کے حالات کے مطابق کوئی حقیقت ہی نہیں۔ جسم ہے پر جان نہیں۔ گویا وہ مذہب کے الفاظ کبھی بولتے ہیں تو صرف بولتے ہی ہیں۔ ان پر عمل ان کا ہرگز نہیں اور اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ دنیا کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ آج عیسائی عیسائی نہیں رہے۔ ہندو ہندو نہیں رہے۔ سکھ سکھ نہیں رہے۔ مسلمان مسلمان نہیں رہے۔ جس طرح وہ پہلے عیسائی کہلاتے تھے۔ آج بھی عیسائی کہلاتے ہیں۔ جس طرح وہ پہلے ہندو کہلاتے تھے آج بھی ہندو کہلاتے ہیں جس طرح وہ پہلے سکھ کہلاتے تھے آج بھی سکھ کہلاتے ہیں جس طرح وہ پہلے مسلمان کہلاتے تھے آج بھی مسلمان کہلاتے ہیں۔ مگر انکی اس حالت میں جو آج سے پہلے تھی اور اس حالت میں جو آج ہے بڑا فرق ہے آج سے پانچسو سال پہلے جو عیسائی تھے وہ آج نہیں ہیں اسی طرح مسلمان بھی آج ویسے نہیں رہے جیسے آج سے پانچسو سال پہلے تھے۔ وہ اسلام سے بالکل دور ہو گئے ہیں۔ یہی حال ہندوؤں کا ہے۔ جس طرح پہلے زمانہ میں ہندو ہندو کہلاتے تھے۔ اب بھی وہ ہندو کہلاتے ہیں۔ مگر جیسے وہ آج سے کئی سو سال پہلے ہندو تھے ویسے آج نہیں رہے نام رہ گئے ہیں حقیقت نہیں رہی چھلکے ہیں پر اندر کچھ نہیں۔ اور یہ ایسی ہی بات ہے کہ انسان کے کپڑے بھیڑیا پہن لے یا بھیڑ بھیڑیا کی کھال اوڑھ لے۔ پس جس طرح بھیڑیا انسان کے کپڑے پہن کر انسان نہیں بن جاتا اور جس طرح بھیڑ بھیڑیئے کی کھال اوڑھ کر بھیڑیا نہیں بن جاتی اسی طرح ان لوگوں کا حال ہے کہ لباس تو مذہب کا ہے لیکن اندر مذہب سے خالی ہے لیکن جس طرح بھیڑیا انسان کے کپڑے پہن کر انسان کا نام تو ایک رنگ میں پا لیتا ہے مگر انسان بن نہیں جاتا یا جس طرح بھیڑ بھیڑیئے کی کھال اوڑھ کر بھیڑیئے کی مشابہت سے بھیڑیا نام تو پا لیتی ہے۔ مگر درحقیقت وہ ویسی نہیں ہو جاتی اسی طرح ان کا حال ہے کہ صرف کہلاتے ہی ہیں کہ ہم ہندو ہیں ہم عیسائی ہیں ہم سکھ ہیں۔ ہم مسلمان ہیں۔ مگر یہ لوگ صرف ہندو یا سکھ یا عیسائی یا مسلمان نام پا لینے سے وہ سچے ہندو وہ سچے سکھ وہ سچے عیسائی اور وہ سچے مسلمان نہیں بن سکتے جو آج سے پہلے تھے صرف نام رکھ لینے سے کوئی شخص وہ نہیں بن جاتا جس کا کہ وہ نام رکھ لے ؂

مسلمانوں کی افسوسناک حالت

سب سے زیادہ قابل افسوس مسلمانوں کی حالت ہے۔ کہ ہندوؤں اور عیسائیوں سے بڑھ کر وہ اپنے مذہب سے دور ہیں حقیقت کے لحاظ سے تو وہ بھی یعنی ہندو اور عیسائی اور سکھ وغیرہ بھی اپنے اپنے مذہب سے دُور ہیں۔ لیکن لگاؤ کے لحاظ سے وہ قریب ہیں۔ ایک عیسائی خواہ دہریہ ہو جائے۔ عیسیٰ ؑ کا نام لینے پر اسے جوش آ جائیگا۔ وہ باوجود اس کے کہ دہریہ ہوگا عیسائیوں کی طرح گرجے میں بھی جاتا ہے۔ اسے یسوع مسیح کی توہین پر غصہ بھی آتا ہے اور ان کاموں پر جو حضرت عیسیٰ ؑ کی طرف منسوب ہیں۔ اسے جوش بھی پیدا ہوتا ہے۔ مگر مسلمانوں میں یہ بات نہیں۔ ہندوستان میں جتنے وائسرائے اور جتنے گورنر آتے ہیں وہ سب مذہبی رسوم ادا کرتے ہیں اور گرجوں میں جاتے ہیں لیکن مسلمانوں کی یہ حالت نہیں۔ خدا ان میں کوئی آسودہ حال ہو جائے تو اگر وہ پہلے مسجد میں جاتا تھا تو پھر مسجد میں جانا بھی چھوڑ دیتا ہے۔ اگر وہ پہلے کچھ مذہبی رنگ رکھتا تھا تو پھر اس سے بھی غافل ہو جاتا ہے۔ غرض مسلمانوں کا وہ حال نہیں جو دوسرے مذہب والوں کا اپنے مذہب سے لگاؤ کی وجہ سے ہے۔ ان کی حالت بگڑ گئی ہے ان کے چلن خراب ہو چکے ہیں۔ ان کی شان و شوکت باقی نہیں ہے۔ وہ چھوٹے ہیں مگر بڑا کہلانا چاہتے ہیں بلکہ بڑا کہلانے والوں سے بھی اپنے آپ کو بڑا سمجھتے ہیں۔ دنیا کے لئے وہ ہر کام کرنے کو تیار ہیں لیکن نہیں اگر تیار تو دین کے کام کے لئے نہیں تیار۔ دنیا کی طرف ان کی توجہ پھر سکتی ہے۔ لیکن نہیں اگر پھر سکتی تو خدا کی طرف ان کی توجہ نہیں پھر سکتی۔ ایک ٹوٹی ہوئی جوتی کی ان کے نزدیک زیادہ قیمت ہے لیکن خدا کی اتنی بھی نہیں۔ پھٹے ہوئے کپڑے کی زیادہ عزت ان کی نظروں میں ہے لیکن خدا کے کلام کی اتنی بھی عزت ان میں نہیں۔ وہ ٹوٹی ہوئی جوتی اور پھٹے ہوئے چیتھڑے کو سنبھال کر رکھیں گے کہ کسی وقت کام آ جائیں گے۔ لیکن خدا اور خدا کے کلام کی طرف مطلقاً توجہ نہیں کرینگے۔ خدا کا کلام خواہ لُٹے یا ضائع ہو جائے مگر انہیں پروا نہیں اور خدا کی ذات ان کی نظروں میں ایسی بھیانک ہو گئی ہے۔ جیسے کوڑھی کہ جس کے جسم سے کیڑے چلتے ہوں اور جس سے اتنی گھن آتی ہو کہ پاس بھی پھٹکنے کو جی نہ چاہے ؂

بھوپال والوں کا خدا

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے۔ بھوپال میں ایک بزرگ تھے انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ایک آدمی پل پر پڑا ہے۔

جس کے بدن پر کوڑھ تھا اور اس سے سخت تعفن اٹھ رہا تھا۔ انہوں نے اس سے پوچھا میاں تم کون ہو جو اس طرح پڑے ہو۔ اس نے کہا۔ میں اللہ میاں ہوں۔ میں خدا ہوں۔ وہ بزرگ کہتے ہیں رویا میں ہی مجھے ایسی گھن پیدا ہوئی کہ میں گھبرا گیا۔ اور اس شخص کے جواب سے سخت متعجب ہوا کیونکہ ہم نے تو قرآن شریف میں پڑھا تھا کہ خدا میں سب خوبیاں ہیں وہ منبع ہے کمالات کا۔ وہ منبع ہے تمام حسنوں کا۔ وہ منبع ہے تمام بھلائیوں کا۔ وہ منبع ہے تمام قدرتوں کا لیکن یہ تو مجموعہ ہے سب بدصورتیوں کا۔ مجموعہ ہے سب کمزوریوں کا۔ مجموعہ ہے سب عیبوں کا۔ پھر ہم نے تو یہ سنا ہوا تھا کہ وہ عیب سے پاک ہے لیکن یہاں حالت بالکل برعکس ہے۔ یہ سن کر اس نے جواب دیا میں بھوپال کے لوگوں کا خدا ہوں انہوں نے مجھے ایسا ہی سمجھ رکھا ہے کہ میں بدصورت۔ عیبوں سے بھرا ہوا۔ گنجا۔ کوڑھی اور کمزور ہوں۔

ساری دنیا کا خدا

کیا وہ خوش قسمتی کا زمانہ ہوگا جس میں بھوپال کا خدا ایسا بنا ہوا تھا۔ ہرگز نہیں۔ لیکن بخدا آج ساری دنیا کا خدا ہی ایسا خدا بنا ہوا ہے یہ صرف بھوپال پر ہی منحصر نہیں کہ اس نے خدا کو ایک وقت اس قسم کا خدا سمجھا بلکہ آج تمام دنیا کے لوگ اسے ایسا ہی سمجھ رہے ہیں۔ اور ان چند پاک لوگوں کو چھوڑ کر جن کے دلوں میں خدا تعالےٰ کی خشیت ہے اور جن کے اندر اس کی محبت ہے باقی سب کا خدا ایسا ہی ہے۔ دنیا کیڑے پتنگے کی بھی عزت کرتی ہے اور ایسے لوگ بھی پائے جاتے ہیں جو کسی کی محبت میں روتے ہیں مگر قرآن کی اتنی عزت بھی ان کے دلوں میں نہیں اور جو لوگ اس کی عزت کرتے ہیں اور اس کی محبت جتاتے ہیں اور اس کا ادب کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں وہ حقیقت میں اس کی عزت کے لئے عزت نہیں کرتے وہ حقیقت میں اس کے ادب کے لئے ادب نہیں کرتے بلکہ وہ صرف دنیا پر ظاہر کرنے کے لئے ایسا کرتے ہیں وہ صرف دنیا میں عزت پانے کے لئے اس کی عزت کرتے ہیں۔ وہ اس لئے اس سے محبت کرتے ہیں کہ وہ قوم میں عزت حاصل کریں اور قوم کی طرف سے محبت کئے جائیں۔ وہ قرآن کی اتنی ہی عزت اور محبت کرتے ہیں جتنی غریبوں اور دھوکوں میں کام آجائے وہ صرف اس لئے اس کی عزت کرتے ہیں کہ وہ ان کی قسمیں کھانے میں کام آئے ورنہ قرآن کی عزت و عظمت کے برابر وہ ایک پھٹے پرانے کپڑے کے چیتھڑے کی عزت و عظمت کرتے ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ وہ حقیقت سے کوسوں دور جا پڑے ہیں۔ اور نور سے دور ظلمت میں بھٹک رہے ہیں۔ بسا اوقات گاؤں کے کتے کے ارد گرد لوگ جمع ہو جاتے ہیں حالانکہ جانور سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا اور جانور بھی وہ جانور جو پرلے درجے کا نجس جانور ہے۔ لیکن نہیں اگر جمع ہوتے تو اس کے لئے نہیں جمع ہوتے جو زمین اور آسمان کا پیدا کرنے والا خدا ہے۔ جو دنیا میں لوگوں کے لئے ہدایت کے سامان بہم پہنچانے والا خدا ہے۔ ایک گاؤں کے بچے اور لوگ۔ کتے سے تو کھیلتے ہیں اور اس کے لئے اگر وہ گم ہو جائے یا مر جائے تو رنج محسوس کرتے ہیں۔ لیکن افسوس خدا تعالےٰ کا نام لینے والے دنیا بھر سے عنقا ہیں اس کا ثبوت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی حقیقی عظمت اور شان سے لوگ غافل ہیں۔

اسلام کی ماضی اور حال

کہاں گئے وہ دن کہ اسلام دنیا کو جذب کر رہا تھا۔ کہاں گئیں وہ راتیں کہ نور خدا کی بھوہار برستی ہوئی نظر آ رہی تھی۔ کہاں گیا وہ زمانہ کہ لوگ قرآن کی عظمت کے قائل تھے۔ کہاں گیا وہ وقت کہ اسلام کے دشمن بلکہ اشد ترین دشمن بھی اسلام اور قرآن کی خوبیوں کے قائل تھے۔ یہودیوں کے ایک عالم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ایک دفعہ بیان کیا۔ کہ حسرت آتی ہے یہ دیکھ کر کہ آپ کے پیغمبر(صلعم) نے کوئی بات ایسی نہیں چھوڑی جس کے متعلق کچھ نہ کچھ بیان نہ کر دیا ہو۔ ہمیں اگر کسی امر کی جستجو کی ضرورت پڑتی ہے اور ہم اپنی کتاب کو اٹھا کر دیکھتے ہیں تو نہیں ملتی اور آپ کی کتاب میں مل جاتی ہے غرض ایک تو وہ دن تھے کہ کافر بھی بار بار کہتے تھے کہ کاش ہم بھی مسلمان ہوتے اور یہ تعلیم ہمارے اندر ہوتی یا ایک یہ وقت ہے کہ آج مسلمان کہہ رہے ہیں۔ کہ کاش یہ تعلیم ہم میں نہ ہوتی۔ مسلمان رات دن کوشش کر رہے ہیں کہ ثابت کر دیا جائے کہ اسلام کی تعلیم یہ نہیں جو ظاہر کی جاتی ہے یا جو اس کی کتاب میں ہے بلکہ وہ یہ ہے جو ہم بتاتے ہیں۔ مسلمان حکومتیں برابر اسی کوشش میں لگی ہوئی ہیں کہ اسلام کے احکام کی متابعت ترک کر دیں۔ اور زمانہ کی تبدیلی کے ساتھ مذہب کو بھی بدل ڈالیں پس کیا واقعی تاریکی نہیں چھا گئی۔ کیا واقعی لوگ دین اور تعلیم کو نہیں بدل رہے۔ کیا واقعی خدا کی محبت قرآن کی عزت اور رسول(صلعم) کا ادب ان کے دلوں سے نہیں نکل گیا۔ یقیناً نکل گیا ہے۔ جب مسلمانوں کا یہ حال ہے تو اس دین کا کیا حال ہوگا جس کے ماننے والوں کی یہ حالت ہے اور جس کے اپنے بھی دشمن ہو گئے۔ جس کے یگانوں نے بیگانوں کا طریق اختیار کر لیا۔ افسوس کہ اس زمانہ میں اسلام کی یہ حالت ہے کہ گلا گھونٹنے کو خود مسلمان ہی تیار ہیں۔ دنیا کے کاموں کے لئے انہیں فرصت مل سکتی ہے لیکن اگر نہیں فرصت ملتی تو اسلام کے لئے نہیں ملتی اور اس کی خدمت کیلئے نہیں ملتی۔ حالانکہ یہی بات سچی ہے کہ اسلام کے اندر ہر قسم کی خوبیاں ہیں اور اسلام ہی اس لائق ہے کہ اس کی خدمت کی جائے۔

مسلمانوں کی غفلت

اسلام کے اندر ہر قسم کی خوبیاں ہیں۔ لیکن مسلمانوں کو ان کا احساس نہیں ہے۔ وہ اپنے اندر محسوس ہی نہیں کرتے کہ اسلام ہر قسم کی خوبیوں کا مجموعہ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انہیں اس کا درد نہیں۔ انہیں اس بات کا یقین اور وثوق نہیں۔ اگر انہیں درد ہوتا اگر انہیں اس بات کا یقین اور وثوق ہوتا۔ اگر انہیں اس بات پر اعتبار ہوتا کہ اسلام میں ہر قسم کی خوبی موجود ہے تو جیسے صحابہ کی زبانوں میں اثر تھا جیسے صحابہ کی حرکات و سکنات میں اثر تھا جیسے صحابہ کے اشارات میں اثر تھا۔ ان کی زبانوں میں بھی اثر ہوتا۔ ان کی حرکات و سکنات میں بھی اثر ہوتا۔ ان کے اشارات میں بھی اثر ہوتا۔ اور لوگ جب ان کی باتوں کو سنتے اور ان کو دیکھتے تو دین کی طرف مائل ہو جاتے۔ پھر اگر وہ خود بھی اسی تڑپ کے ساتھ کوشش کرتے۔ جس تڑپ کے ساتھ صحابہ کرتے تھے۔ تو آج اسلام کی وہ حالت نہ ہوتی۔ جو ہو رہی ہے بلکہ اسلام ترقی پر ترقی کرتا چلا جاتا۔ اور جس طرح پہلے دنیا کو کھائے چلا جا رہا تھا۔ آج بھی کھائے چلا جاتا۔ جس طرح پہلے دنیا کو اپنے اندر جذب کر رہا تھا آج بھی اسی طرح اسے جذب کر رہا ہوتا۔ لیکن افسوس ہے کہ آج مسلمانوں میں نہ وہ تڑپ ہے اور نہ وہ جوش۔ نہ وہ جنون ہے اور نہ وہ دیوانگی جو اسلام کے لئے صحابہ کو تھی آج اگر تلاش کریں تو اس دیوانگی کا اثر مسلمانوں میں کہیں نہیں ملتا۔

ختم اللّٰہ علیٰ قلوبھم

دیوانگی کا یہ اثر بھی مسلمانوں میں نہیں اور پھر ان کو اپنے دنیا کے کاموں سے فرصت بھی نہیں کہ وہ دین کی طرف متوجہ ہو سکیں وہ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔ ان کے دلوں پر اور کانوں پر مہر لگ گئی ہے۔ اور ان کی آنکھوں پر پٹی بندھی ہے۔ وہ سنتے ہوئے نہیں سنتے۔ وہ دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتے۔ وہ تغیرات کو محسوس کرتے ہوئے نہیں محسوس کرتے اور یہ غفلت کی رو کسی ایک گوشہ میں نہیں بلکہ دنیا کے ہر گوشہ میں چلی ہوئی ہے اور صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ فَھُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ کا سماں نظر آ رہا ہے۔ وہ بہرے ہیں گونگے ہیں اندھے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں کہ جس کی طرف سے وہ غفلت کے ساتھ آنکھیں بند کر رہے ہیں۔ ان کے اموال کی تھیلیاں ہر ایک پلید اور گندے کام کے لئے کھل سکتی ہیں۔ لیکن نہیں اگر کھلتیں تو خدا کے دین کے لئے نہیں کھلتیں۔ ان کی آنکھیں دنیا کے سیر تماشے کے لئے تو کھل سکتی ہیں لیکن نہیں اگر کھلتیں تو دین کی کمزور حالت کیلئے نہیں کھلتیں۔ ان کے کانوں پر مہر لگ جاتی ہے کہ وہ اس فریاد کو سنتے ہوئے نہیں سنتے ان کی زبانوں پر مہر لگ جاتی ہے کہ وہ بولتے ہوئے دین کے لئے نہیں بول سکتے اور ان کی آنکھوں پر پردہ پڑ جاتا ہے کہ وہ دیکھتے ہوئے دین کے کاموں کو نہیں دیکھ سکتے۔ سیر تماشوں کے لئے ان کے پاس فرصت ہے۔ لیکن

دین کے لئے ان کے پاس فرصت نہیں۔ ذلیل سے ذلیل اور کمینہ سے کمینہ اشغال میں شوق سے مصروف ہوتے ہیں۔ مگر اسلام کے کاموں کے لئے ان میں کوئی شوق نہیں بلکہ کہتے ہیں کہ یہ ملانوں کے کام ہیں کہ دین کے کاموں میں دخل دیں۔ غرض ایک مردار کی طرح سمجھکر اسلام کو چھوڑ دیا گیا ہے اور دھتکار کر اسے اپنے گھر کے دروازے سے نکال دیا گیا ہے یہی وجہ ہے کہ خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث کیا ہے۔

احمدی جماعت کی شان

آپ لوگ جو یہاں بیٹھے ہیں آپ لوگ جو دنیا کے ہر گوشہ سے آکر یہاں جمع ہو گئے ہیں آپ ہی ایک ایسی جماعت ہیں جس نے اس خطرناک اور نازک وقت میں خدا کی آواز پر لبیک کہا۔ آج اگر اسلام کا کوئی سہارا ہے۔ آج اگر اسلام کی کوئی مدد ہے آج اگر اسلام کے لئے ٹھیرنے کی کوئی جگہ ہے۔ تو اے احمدی جماعت کے لوگو! وہ آپ ہی ہیں۔ جس وقت خدا کو رد کر دیا گیا۔ جس وقت خدا کی طرف سے منہ پھیر لیا گیا۔ جس وقت خدا کی طرف سے دلوں کو ہٹا لیا گیا۔ صرف آپ ہی ہیں جنہوں نے اپنی گردنوں کو اس کے احکام کے جوئے کے نیچے رکھا۔ وہ صرف آپ ہی ہیں جنہوں نے دنیا سے منہ پھیر کر اس کی طرف منہ کر لیا وہ صرف آپ ہی ہیں جنہوں نے دنیا کی لذات اور خواہشات سے دل کو اس کی محبت سے بھر لیا۔ اور خدا نے آپ کو جو ذلیل سمجھے جاتے تھے معزز بنا دیا۔ تم دیکھتے ہو کہ شہروں میں اور بڑی بڑی بستیوں میں بڑی بڑی عمارتیں بنی ہوئی ہیں۔ تم دیکھتے ہو۔ کہ ان کے دروازوں پر موٹریں کھڑی ہیں۔ تم دیکھتے ہو کہ سپاہی ان کے دروازوں پر پہرہ دے رہے ہیں تم دیکھتے ہو کہ چوبدار ان کی نوکری بھر رہے ہیں۔ تم دیکھتے ہو کہ شان و شوکت کے ساتھ ایک عظیم الشان اور فرعون سے بھی بڑا بنا ہوا انسان ان اسبابوں کے ساتھ آرام سے زندگی بسر کر رہا ہے لیکن خبردار دھوکہ نہ کھانا وہ عزت جو تمہیں اس کی نظر آتی ہے۔ عزت نہیں ہے وہ آرام جو تم دیکھتے ہو کہ وہ پا رہا ہے وہ آرام نہیں وہ آسائش جو اس کے ساتھ وابستہ نظر آرہی ہے۔ آسائش نہیں ہے بلکہ وہ رسوائی ہے بلکہ وہ تکلیف ہے بلکہ وہ دکھ ہے۔ کیونکہ وہ خدا سے غافل ہے۔ دین کے درد سے خالی ہے۔ قرآن کی تعلیم سے بے بہرہ ہے۔ اسے ان باتوں سے تعلق نہیں لیکن آپ لوگوں کو اللہ تعالےٰ نے درد بخشا ہے اور دین کی خدمت کے لئے چن لیا ہے۔ پس جو عزت کا مقام آپ کو دیا گیا ہے وہ بادشاہوں کو بھی نہیں دیا گیا۔ اس وقت اپنی قدر آپ لوگوں کو بھی معلوم نہیں ہے لیکن وقت آرہا ہے کہ آپ کو اپنی قدر و قیمت معلوم ہو جائے گی۔ اور پتہ لگ جائے گا کہ خدا تعالےٰ نے ہمیں بہت بڑی عزت کے مقام پر کھڑا کیا ہے۔ اور جنہیں دوسرے لوگ ذلیل سمجھتے تھے۔ وہ ذلیل نہ تھے۔ بلکہ ذلیل وہ تھے۔ کہ جو خدا کے دین کی خدمت کرنے والوں کو ذلیل سمجھتے تھے۔

رسول اکرم(صلعم) کی ابتداء اور انتہا

اس نقشہ کو دیکھو جس میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک سادہ لباس میں خانہ کعبہ میں عبادت کے لئے جاتے ہیں اور پھر اس نقشہ پر بھی نگاہ ڈالو کہ فوجوں کے جھرمٹ میں آپؐ وہاں داخل ہوتے ہیں۔ پھر ایک وقت وہ بھی آیا کہ آپ(صلعم) تن تنہا رہ گئے اور آپؐ کو دیکھ کر آپؐ کے عزیز بھی اور آپ(صلعم) کے دوست بھی کترا جاتے وہ وقت بھی آیا کہ آپ(صلعم) کو تکلیفیں دی گئیں وہ وقت بھی آیا کہ آپ(صلعم) کی ذلت و رسوائی کے لئے کوئی کسر نہ چھوڑی گئی۔ لوگ آپؐ کو برا بھلا کہتے گالی گلوچ نکالتے۔ دست درازی کرتے۔ حالانکہ خود ان کا یہ حال تھا چوری وہ کرتے۔ ڈاکے وہ ڈالتے۔ مال اٹھا لے جانا ان کے نزدیک معمولی بات ہوتی اور کمزوروں پر ظلم کرنا کوئی عیب ہی نہ شمار کیا جاتا خود تو یہ حال تھا لیکن وہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیتیں پہنچاتے اور یہ سمجھتے کہ ہم معزز ہیں اور یہ غیر معزز۔ یہ صرف اس لئے تھا کہ وہ لوگ تو خدا کو جانتے ہی نہ تھے اور اس کو بھلا بیٹھے تھے۔ لیکن آپؐ اللہ تعالےٰ کو مانتے اور خدا سے منسوب شدہ گھر میں خدا کی عبادت کے واسطے داخل ہوتے۔ آپ کی ابتدائی حالت میں کوئی آپؐ پر میلا ڈالتا۔ کوئی دھکا دیتا کوئی گلے میں پٹکا ڈالتا۔ غرض کوئی تکلیف نہ ہوتی جو پہنچائی نہ جاتی۔ اور کوئی سخت سلوک نہ تھا جو آپؐ کے ساتھ کیا نہ گیا۔ کیا اس وقت کی حالت دیکھنے سے کوئی کہہ سکتا ہے کہ آج جس کو ذلیل سمجھا جاتا ہے وہی دنیا میں سب سے زیادہ عزت دار ہو گا۔ آج جس کے گلے میں پٹکا ڈالا جاتا ہے وہی ہو گا جس کے آگے دنیا کے بڑے بڑے لوگوں کی گردنیں جھک جائینگی۔ آج جس کے بدن پر میلا ڈالا جاتا ہے اسی کے پسینے کی جگہ لہو بہانے کے لئے سینکڑوں انسان تیار ہو جائینگے کیا کوئی کہہ سکتا ہے۔ اس تن تنہا شخص کے قدموں میں دنیا آگر یگی کیا کوئی سیاح اس وقت کی آپؐ کی حالت کو دیکھکر اندازہ لگا سکتا تھا۔ کہ آپؐ دنیا میں بڑھیں گے۔ کیا کوئی ہندوستانی سیاح جسے ادھر جانے کا اتفاق ہوتا اور جسے آپ کی اس کمزور حالت کے دیکھنے کا موقعہ ملتا اس بات کو جان سکتا تھا۔ کہ یہؐ دنیا میں مشہور ہو جائے گا۔ اس کی تعلیم دنیا کے ہر گھر میں پھیل جائیگی اور ملکوں کے ملک اس کی اطاعت کے جوئے کے نیچے آجائینگے ہر گز نہیں۔ اس کے گمان میں بھی یہ بات نہ آسکتی تھی۔ کہ وہ شخص جسے ہر شخص پاگل خیال کرتا اس قدر بڑھے گا۔ کہ دنیا کے عقلمند دنیا کے طاقتور۔ دنیا کے عزتدار اس کی غلامی کو فخر سمجھیں گے۔ مگر وہ بڑھا۔ اس کی تعلیم دنیا کے گھر گھر میں پھیل گئی بڑے بڑے بادشاہ اسکی غلامی کو فخر سمجھنے لگ گئے۔ اور یہ سب اسلئے ہوا کہ اس نے نہایت تاریکی کے دنوں میں خدا کا نام لیا اور خدا نے اسکے روشن کرنے کا وعدہ کیا۔

احمدی(صلعم) جماعت سے خطاب

پس اے احمدی جماعت کے لوگو! خدا کے وعدوں کی طرف نظر کرو اور سمجھ لو کہ اگر کوئی قوم اس وقت دنیا میں معزز و مقبول ہے تو وہ آپ ہی ہیں اور اس عزت اور مقام کو جو خدا نے آپ کو بخشا آج اور کسی کو نہیں دیا۔ آج تمام دنیا خدا سے منہ پھیرے کھڑی ہے۔ اور تم ہی ہو جن کا منہ خدا کی طرف ہے۔ پس اے وہ لوگو جو احمدی جماعت سے تعلق رکھتے ہو یاد رکھو کہ آپؐ نے خدا کیلئے سب کچھ چھوڑا ہے۔ خدا کے دین کی خدمت کیلئے اپنے آپ کو وقف کر دیا ہے اور خدا کی کتاب کیلئے آپ نے کوشش شروع کی ہوئی ہے۔ پس خدا اپنی سنت کے مطابق آپ کو ضائع نہیں کریگا۔ اسکی رحمت کے دروازے آپ کے لئے کھلے ہیں۔ اپنے دامنوں کو پھیلاؤ اور رحمت سے ان کو بھر لو۔ یہ دن روز روز نہیں آتے۔ جب احمدیت میں فوجوں کی فوجیں داخل ہونگی۔ جب کہ احمدیت دنیا کے کونہ کونہ میں پھیل جائیگی۔ جب احمدیت کے آگے بڑے بڑے بادشاہ آجھکیں گے تو یاد رکھو پھر وہ دن نہیں رہینگے جو آج ہیں اور وہ ثواب اور اجر نہیں مل سکیگا جو آج ادنیٰ ادنیٰ امور پر مل سکتا ہے۔ پس یہ دن بڑے ہی مبارک دن ہیں اور بڑے ہی قدر والے اس دن جبکہ احمدیت پھیل جائے گی۔ اس دن جبکہ بڑے بڑے لوگ احمدیت کی تعلیم کے جوئے کے نیچے اپنی گردنیں رکھ دینگے۔ اس دن بادشاہ خواہش کرینگے۔ کہ کوئی سلطنت لے لے اور وہ اجر ہمیں حاصل کرا دے جو آج ایک غریب کسان کو مل رہا ہے۔ وہ بادشاہتیں لٹا دینے پر تیار ہو جائیں گے مگر سابقین سا اجر حاصل نہ کر سکینگے تیمور کی طرف دیکھو جس نے سارا ہندوستان فتح کر لیا وہ مسلمان بادشاہ تھا۔ دین کی خدمت بھی کرتا تھا۔ مگر کیا وہ اس اجر کو پا سکا جو ایک ادنےٰ سے صحابی نے اپنی حقیر سی خدمت کے ذریعے پایا۔ سلطان صلاح الدین ایوبی کو دیکھو۔ دین کی خاطر عیسائیوں اور دین کے دشمنوں کے ساتھ کس قدر اس نے جنگیں کیں۔ اور پھر اس حالت کو بھی مدنظر رکھو کہ بادشاہ سب کچھ ہی کر سکتا ہے۔ لیکن باوجود اس کے وہ اجر میں صحابہ کے برابر نہ ہو سکا۔ بادشاہ کیا کچھ نہیں کر سکتا۔ سلطان صلاح الدین ایوبی نے کیا کچھ نہ کیا۔ اگر یہ ہو سکتا کہ بادشاہت دے کر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ اور غلاموں کا سا اجر مل سکتا تو وہ یہ بھی کر گذرتا۔ مگر وہ جانتا تھا۔ کہ ایسا ہو نہیں سکتا۔ نہ صلاح الدین ایوبی اور نہ تیمور اور نہ کوئی اور بادشاہ باوجود سب کچھ کرنے کے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کے برابر ہو سکا۔ لیکن اے احمدی قوم کے لوگو! وہ خدا جس کے اختیار میں سب کچھ ہے۔ وہ اپنے فضل و کرم سے پھر وہی دن لایا ہے۔ اور ایک شخص ظاہر ہوا ہے۔ جس کی آواز پر لبیک کہنے والے آپ ہیں۔ اس لئے اپنی قدر کو پہچانو۔ اور اپنے اوقات کو ایسے

رنگ میں خرچ کرو کہ دین پھیل جائے۔ اگر اب سستی کرو گے تو سمجھ لو ہمارے لئے کوئی ٹھکانہ نہیں ہو گا۔ پس تم اپنے علوم کو اپنے اموال کو اپنی طاقتوں کو دین کی اشاعت کے لئے خرچ کرو تا ترقی ہو *

نعمتوں کی بے قدری نہ کرو

میں کس طرح اور کن الفاظ میں بیان کروں کہ خدا نے تمہاری طرف سے راستے کھولے گئے ہیں۔ اس نے تمہاری ترقی کے سامان پیدا کر دئے ہیں۔ اس نے تمہاری رہبری کے لئے ایک شخص کو بھیجا ہے۔ اس نے تمہیں دین کی خدمت کے لئے چُن لیا ہے پس تم غفلت نہ برتو۔ اس کی نعمتوں کی بے قدری نہ کرو۔ تا کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ بے قدری ان نعمتوں کے چھن جانے کا باعث بنے۔ کوئی شخص دنیا میں نہ پاؤ گے کہ وہ کسی کو چیز کو دے۔ اور وہ اس کی بے قدری کرے۔ تو وہ ناراض نہ ہو یا کوئی کسی کو کہے کہ آ تجھے کھانا دیں۔ اور وہ آگے سے کہدے نہیں میں نہیں لیتا تو وہ پھر بھی اُسے دے۔ یا کوئی کسی کو کہے۔ آ تجھے عمدہ سا کپڑا دیں۔ اور وہ کہدے۔ مجھے تمہارے کپڑے کی ضرورت نہیں۔ اور وہ پھر بھی اسے دینے کی کوشش کرے یا کوئی کسی سے کہے۔ آ تجھے مکان دیں۔ اور وہ کہدے کہ نہیں میں تمہارا مکان نہیں لینا چاہتا۔ تو وہ پھر بھی زبردستی اُسے دے۔ پھر یہ بھی کبھی نہ دیکھو گے۔ کہ کسی شخص نے کسی کو کچھ دیا۔ اور اس نے اس کی بے حرمتی اور بے قدری کی ہو۔ تو اُسے طیش نہ آئے۔ اور وہ آگے اُسے کچھ دینے سے ہاتھ نہ کھینچ لے۔ پس جب انسان کو اپنی دی ہوئی چیز کی بے قدری اور بے حرمتی پر طیش آسکتا ہے۔ تو اگر کوئی چیز خدا کی طرف سے دی گئی ہو۔ اور اس کی بے قدری اور بے حرمتی کی گئی ہو تو خدا کو طیش کیوں نہ آئے۔ پس سنو اور سمجھو کہ یقیناً خدا کو بھی طیش آجاتا ہے۔ اور وہ بھی ناراض ہو جاتا ہے۔ اور اس کی ناراضگی یہی ہے کہ وہ دی ہوئی چیز چھین لیتا ہے۔ اور آگے دینا بند کر دیتا ہے۔ اس کے طیش کے مقابل میں دُنیا کے طیش ہیچ ہیں۔ خدا کے طیش کو جو انسان پر بے قدری اور بے حرمتی سے اُسے آتا ہے۔ اس طیش سے نہیں سمجھ سکتے۔ جو انسان کو انسان پر آتا ہے۔ اس طیش کے مقابل میں انسان کا طیش کچھ شے نہیں۔ ایک مکھی کے پر کے برابر بھی نہیں۔ پس اگر تم اس کی نعمتوں کو پانا چاہتے ہو۔ اگر تم اس کی رحمت کے دروازے اور بھی اپنے اوپر کھلے ہوئے دیکھنا چاہتے ہو تو اس کی ان نعمتوں کی قدر کرو۔ جو اس نے تمہیں دی ہیں۔ اس کی تعلیم پر عمل کرو اس کے احکام کو مانو۔ فسادوں، لڑائیوں، جھگڑوں، فتنہ انگیزیوں اور شورشوں کو چھوڑ دو۔ کیونکہ یہ سب ناشکری کی علامتیں ہیں۔ اور بے قدری و بے حرمتی کی نشانیاں *

خدا اپنی باتوں کو پُورا کرتا ہے

دیکھو خدا جو کہتا ہے اُسے پُورا کرتا ہے۔ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس نے کہا۔ میں تمہیں بلند کروں گا اور اس نے آپ کو بلند کر دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا کہ میں تیرے نام کو دُنیا کے کونہ کونہ میں پہنچاؤں گا۔ اور تیرے ذکر کو بلند کروں گا۔ اس نے آپ کا نام دُنیا کے کونہ کونہ میں پہنچا دیا۔ اور آپ کا نام بلند کر دیا۔ چنانچہ آج آپ کا نام دُنیا کے ہر گوشہ اور دُنیا کی ہر قوم میں پہنچ رہا ہے۔ قومیں اور نسلیں آپ کی طرف متوجہ ہو رہی ہیں۔ اور دنیا میں کُو بکو آپ کا چرچا ہو رہا ہے۔ اور یہ وہ باتیں ہیں جو اندھوں کو بھی نظر آرہی ہیں۔ پس جب یہ اندھوں کو بھی نظر آرہی ہیں تو ہم جو ماننے والے ہیں ان کو کیوں نہیں دیکھ سکتے۔ ایک ایک کر کے دو دو کر کے۔ تین تین کر کے۔ چار چار کر کے۔ تمام ممالک کے لوگ آپ کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں۔ اور لوگ ان میں سے نکلکر آپ کے پاس جمع ہو رہے ہیں۔ پس یقین رکھو کہ خدا جو کہتا ہے۔ اُسے ضرور پورا بھی کرتا ہے۔

عیسائیت کا دمِ واپسین

بڑی قوم جو اسلام کے مقابل پر ہے۔ اور جو شدت سے اسلام کے ساتھ دشمنی رکھتی ہے۔ وہ عیسائیوں کی قوم ہے مگر یہی عیسائیوں کی قوم مٹھی بھر احمدیوں سے ڈرتی ہے کیا بات ہے جس سے وہ اس چھوٹی سی جماعت سے تو ڈرتی ہے مگر تمام مُسلمانوں سے خوف نہیں کھاتی رہی ہے کہ یہ جماعت خدا کے مسیح کے ماننے والوں کی جماعت ہے جو اس لئے آیا کہ اسلام کے دشمنوں کو نیچا دکھائے۔ اور اسلام کے ذکر کو بلند کرے پس وہ آیا۔ اور اس نے اسلام کے دشمنوں کو نیچا دکھایا۔ اسلام کے ذکر کو بلند کیا۔ اور آج وہ دن ہے کہ عیسائیت کے بُت کے پاؤں کانپ رہے ہیں۔ اس کے ہاتھوں پر رعشہ گر گیا ہے اور اس کا جسم مفلوج ہو رہا ہے۔ اور خود وہ تھرا رہی ہے۔ یہ خدا کے کام ہیں۔ اور اس کی قدرتیں۔ دشمن بھی ان کو دیکھ رہا ہے۔ پھر کیا افسوس نہیں ہو گا کہ دشمن تو اس ساری کیفیت کو دیکھیں اور جو دیکھنے والے ہیں۔ وہ نہ دیکھیں۔ پس ہمارا کام ان کو دیکھنا ہے۔ اور دین اسلام کو بلند کرنا۔

ولایتی اخبارات کی حالت

ابھی تازہ واقعہ مسجد لنڈن کا ہُوا ہو بڑے بڑے دشمنوں نے اقرار کیا ہے کہ یہ واقعی اس جماعت کے خدمت اسلام پر ہر وقت کمربستہ رہنے کی دلیل ہے۔ کئی اخبارات نے اس کا اپنے کالموں میں تذکرہ کیا ہے ولایت کے اخباروں کی یہ حیثیت نہیں ہے جو ہمارے ملک کے اخبارات کی ہے۔ بعض ان میں سے پچیس پچیس لاکھ چھپتے ہیں۔ بعض کی آمدنیاں حیدر آباد کی ریاست کی آمدنی سے بھی تگنی تگنی اور چوگنی چوگنی ہے۔ ایک اخبار کی سات آٹھ بلکہ دس لاکھ کی آمدنی ہے۔ ایک موقعہ پر ایک لڑکے نے ایک اخبار کی ایک دن کی ساری اشاعت خرید لی۔ اور ایک ہی دن میں اس کی فروخت سے ایک لاکھ روپیہ کما لیا۔ اس کو کسی طرح معلوم ہو گیا تھا کہ یہاں سٹرائک ہو جائیگی اور اس دن اس شہر میں کوئی اخبار نہیں چھپیگا۔ اس نے ایک دن پہلے ایک دوسرے شہر میں چھپنے والے اخبار کے مالک کو تار دیا کہ فلاں تاریخ کو جو اخبار چھپے گا۔ میں اس کی ساری کاپیاں خرید لونگا چنانچہ اس نے اس ایک دن کی اخبار کی فروخت سے ایک دن میں ایک لاکھ روپیہ کما لیا۔ تو اس سے ان اخبارات کی عظمت کا اندازہ لگانا چاہیئے۔ ان اخباروں میں اس مسجد کا ذکر آیا۔ اور ان کے ایڈیٹروں اور نامہ نگاروں نے اور ان کے نمائندوں نے بڑے عمدہ الفاظ میں اس کا ذکر کیا۔ پھر کئی اخبارات میں اس مسجد کے فوٹو بھی چھپے۔ اس طرح ہزاروں نہیں لاکھوں بلکہ کروڑوں آدمیوں تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر جا پہنچا *

لنڈن میں قیام مسجد کے لیئے مُسلمانوں کی ناکام کوششیں

اسی قسم کے بڑے طبقے کے ایک نہیں کئی اخبارات میں شائع ہُوا ہے۔ کہ پندرہ سال سے مسلمان کوشش کر رہے تھے۔ مسلمان حکومتیں ان کی تائید میں تھیں۔ دولتمند لوگ اس کے لئے تیار تھے مگر باوجود ان سب باتوں کے وہ کچھ نہ کر سکے۔ اور کوئی مسجد وہاں کھڑی نہ کر سکے۔ لیکن احمدی قوم نے جب اس کام کا بیڑا اُٹھایا تو کام کر لیا۔ اور ایک مسجد وہاں کھڑی کر دی۔ سلطان عبد الحمید ترکی کے سابق بادشاہ۔ ہندوستان کے لکھ پتی اور دوسری مسلمان سلطنتیں اور مُسلمان اُمراء سب ہی اس کی تائید میں تھے کہ ضرور لنڈن میں ایک مسجد بنانی چاہیئے۔ مگر وہ باوجود ہر قسم کے سامان ہونے کے نہ بنا سکے۔ لیکن احمدیوں نے جب اس مسجد کا ارادہ کیا تو اسے کوئی دیر نہ لگی۔ کلکتہ کے انگلشمین نے بھی یہی لکھا ہے کہ مسلمانوں کی بیس پچیس سال کی کوشش تھی۔ حکومتیں بھی اس خیال میں تھیں۔ لیکن احمدیوں کو اس میں کامیابی ہوئی۔ اور انہوں نے جب ارادہ کیا کہ ایک مسجد لنڈن میں بنانی چاہیئے تو فوراً بنالی *

مسجد لنڈن کا روپیہ

غیر تو اسے کامیابی بتائیں لیکن نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اپنوں میں سے بعض نے کہ جن کی خوشیوں کی اس کامیابی کی وجہ سے کوئی حد نہیں ہونی چاہیئے تھی۔ فتنہ گروں کی وجہ سے طرح طرح کی بدگمانیاں کرنی شروع کر دیں۔ اور یہ کہنا شروع کر دیا کہ اِتنا روپیہ برلن کی مسجد کا تھا۔ اِتنا یہ تھا۔ اتنا وہ تھا۔ اتنا روپیہ گیا کہاں۔ حالانکہ متواتر یہ بتایا گیا تھا کہ پچھتر ہزار یا اسّی ہزار روپیہ مکان اور فرنیچر وغیرہ پر خرچ ہُوا تھا۔ لنڈن کو اپنے شہروں پر قیاس نہ کرو۔ وہ بہت بڑا شہر ہے۔ اور وہاں جائداد کی قیمتیں بھی بہت بڑی ہیں یہاں لاہور میں ہم ایک مسجد بنانے لگے تھے۔ اس کے لئے جو زمین

خریدی گئی تھی۔ وہ غالباً بیس ہزار روپیہ کو آئی تھی۔ اور لاہور کی لنڈن سے کوئی نسبت ہی نہیں۔ چالیس لاہور اگر اکٹھے ہوں۔ تو ایک لنڈن بنتا ہے۔ وہاں تو اوّل زمین لینا ہی مشکل تھا۔ یہ تو ایک موقعہ نکل آیا کہ وہاں بعض وجوہ سے جائداد کی قیمت گر گئی۔ اور ایک سستا مکان مل گیا۔ لنڈن کی مسجد کے لئے ایک لاکھ روپیہ جمع ہوا تھا۔ ستر ہزار روپیہ برلن کی مسجد کے لئے جمع ہوا تھا۔ اس میں سے ستر اسّی ہزار روپیہ مکان اور فرنیچر وغیرہ کے خریدنے پر صرف ہوا۔ اور ساٹھ ہزار روپیہ سے تجارتی کام چلایا گیا۔ جس کی غرض یہ ہے کہ اس کی آمد سے وہاں کا مشن چلایا جائے۔ اب کوئی ساٹھ ہزار روپیہ اس کی تعمیر پر لگا ہے۔ یہ روپیہ ایک لاکھ نوے ہزار بنتا ہے۔ اور تیس ہزار روپیہ کی یہاں جائدادیں خریدی ہوئی ہیں۔ جو اس لئے ہیں۔ کہ اگر ضرورت پڑے تو ان کو نفع پر بیچ لیا جائے۔ جس سے یہ روپیہ بڑھے گا ہی گھٹے گا نہیں۔ لوگوں کے گھر سے تو جاتا ہے لیکن یہاں زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ ہمیں ایک لاکھ ستر ہزار دیا گیا تھا۔ اب سوا دو لاکھ رکھا ہوا ہے۔ اگر یہاں کی جائدادوں کی قیمت خرید کی قیمت نہ لگائی جائے بلکہ رائج الوقت قیمت لگائی جائے تو بجائے تیس ہزار کے ساٹھ ستر ہزار بن جاتی ہے۔ اور یوں پھر یہ روپیہ سوا دو لاکھ کی بجائے اڑھائی لاکھ سے بھی اُوپر جا پہنچتا ہے اور اگر وہ روپیہ بھی اس میں شمار کیا جائے۔ جو ہم نے بطور نفع حاصل کیا۔ اور وہ اخراجات بھی اس میں شامل کر دئے جائیں۔ جو اس میں شامل ہونے والے ہیں۔ تو یہ رقم تین پونے تین لاکھ جا بنتی ہے میں نہیں سمجھتا کہ باوجود اس طرح پیسے پیسے کے محفوظ ہونے کے پھر یہ سوال کیا معنے رکھتا ہے کہ روپیہ کہاں گیا؟

برلن میں مسجد کیوں نہ بن سکی

اللہ تعالیٰ نے کچھ ایسے سامان کر دئے۔ کہ برلن میں مسجد نہ بن سکی۔ برلن کی مسجد کے لئے جو نقشہ تجویز کیا گیا تھا۔ اس کے متعلق اندازہ تھا۔ کہ موجودہ روپیہ سے وہ بن جائیگی۔ لیکن جب نقشہ وہاں کی میونسپلٹی میں منظوری کے لئے دیا گیا۔ تو اس نے اس مقام کے لحاظ سے کہ جس پر ہم مسجد بنانا چاہتے تھے۔ ہمارے پیش کردہ نقشہ کو منظور نہ کیا۔ اور اپنے پاس سے ایک نقشہ بنا کر کہا کہ اس کے مطابق مسجد بنائی جا سکتی ہے۔ اس کے سوا کسی اور نقشہ کے مطابق مسجد بنانے کی ہرگز اجازت نہیں دی جا سکتی۔ اور جو نقشہ اس نے تجویز کیا۔ اس کے مطابق مسجد پندرہ لاکھ میں بھی نہ بن سکتی تھی۔ چونکہ جماعت اتنے خرچ کی متحمل نہ ہو سکتی تھی۔ اور نہ ہی یہ مناسب معلوم ہوتا تھا کہ اتنا روپیہ اس ملک میں مسجد بنانے کے لئے صرف کر دیا جائے۔ اس لئے اس مسجد کے بنانے کا خیال چھوڑ دیا گیا۔ اور یوں وہ مسجد نہ بن سکی۔

فتنوں سے بچو

پس یہ فتنہ گروں کی فتنہ گریاں ہیں جو جماعت کے لوگوں کو سست کرنے کے لئے کی جا رہی ہیں۔ ان سے بچو۔ دشمن کو تو ایسا کرنا چاہیئے شیطان اپنے وعدے کو کس طرح چھوڑ دے۔ لیکن یہ بات کیا عجیب نہیں کہ شیطان تو اپنا وعدہ پورا کرے۔ اور تم اپنے وعدے پورے نہ کرو۔ شیطان کا وعدہ یہ ہے کہ وہ انسان کو ورغلائے گا۔ دھوکہ دیگا۔ اور فتنہ پھیلائے گا۔ اور انسان کا وعدہ یہ ہے۔ کہ وہ اس کے پھندے میں نہ پھنسے گا۔ پس تم کو بھی چاہیئے۔ کہ اپنے وعدے پورے کرو۔ اور اس کے پھندے میں ہرگز نہ پھنسو۔ دوسروں کو وعدہ بھول گیا ہے۔ لیکن ہم گمراہ نہیں ہوئے۔ تم ہر ایسے فتنہ گر کو جو فتنہ گری کے لئے تمہارے پاس آئے۔ یہ کہدو۔ روپیہ ہمارا۔ دینے والے ہم۔ خرچ کرنے والے ہم۔ تم کون ہو۔ جو اس کے متعلق راز زنی کرتے ہو۔ اور فتنہ گری کر کے چاہتے ہو کہ ہم کو دین کی خدمت کرنے سے سست کر دو۔

منافع

پھر جماعت کے مال سے بھی آپ لوگوں کو واقفیت حاصل کرنی چاہیئے۔ کہ وہ کہاں سے آتا ہے۔ کتنا آتا ہے۔ اور کیونکر خرچ ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کا نہ جاننا ہی بعض اوقات اعتراضات کے لئے موقعہ پیدا کر دیتا ہے۔ اسی معاملہ کو دیکھ لو کہ اگر اس قسم کی تفصیلات کا علم ہوتا تو کبھی یہ سوال نہ اُٹھایا جاتا۔ کہ مسجد برلن کا روپیہ کہاں گیا۔ اس سارے روپے کی تفصیل جو ہم کو دیا گیا تھا۔ آپ لوگوں کے سامنے ۹ کنال زمین معہ مکان اور دوسری جائداد کی موجود ہے۔ پھر اس روپیہ میں بڑھوتی بھی ہوئی۔ جو اس طرح ہے کہ یہاں زمین خرید کر کے روپیہ بڑھایا گیا۔ ادھر پونڈ کی قیمت گری ہوئی تھی غرض خدا نے ایسے سامان پیدا کر دئے۔ کہ ہمیں اس روپیہ سے خاصہ منافع حاصل ہوا۔ لوگوں کے مال سود سے بڑھتے ہیں۔ خدا نے اس سے ہمیں بچایا اور بجائے اس کے ہمیں خاطر خواہ نفع دیدیا۔ ایک لاکھ تیس ہزار عمارت، زمین و دیگر مصارف پر خرچ آیا۔ پچھتر ہزار تجارت پر ہے۔ تیس ہزار کی جائداد قادیان میں خریدی ہوئی ہے۔ اور اگر اس جائداد کی رائج الوقت قیمت لگائی جائے۔ تو ساٹھ ہزار سے بھی زیادہ بنتی ہے۔ اس طرح دو لاکھ ستر اسّی ہزار کے قریب یہ روپیہ بنتا ہے۔ پس اس میں نہ کوئی نقصان کی صورت ہے۔ نہ بدنیتی کا شائبہ۔ یہ محض فتنہ گروں کی فتنہ گریاں ہیں کہ جماعت میں پھوٹ ڈلوائیں۔ اور اسے آئندہ دینی خدمات کرنے میں سُست کر دیں۔ ان سے بچنا چاہیئے

کارکن مخلص ہیں

اللہ تعالیٰ کے فضل سے کام کرنے والے مخلص ہیں۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ ان سے کوئی غلطی ہو جائے لیکن کون انسان ہے جو یہ کہے کہ میں کبھی غلطی نہیں کرونگا۔ اگر کوئی ایسا ہے تو میں ان کارکنوں کو جو مخلص ہیں۔ بدل سکتا ہوں حضرت یسوع مسیح کے پاس لوگ ایک مجرم عورت کو لائے اور کہا کہ یہ اس لائق ہے کہ سنگسار کی جائے۔ آپ نے کہا بہت ٹھیک ہے ضرور ایسا ہی ہونا چاہیئے۔ لیکن پہلا پتھر اس پر وہ مارے۔ جو یہ کہے کہ میں نے کبھی کوئی گناہ نہیں کیا۔ مگر ایسا کون تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ جو عورت کو گناہ کے الزام میں پکڑ کر لائے تھے۔ ایک ایک کر کے چلے گئے۔ اور عورت اکیلی کھڑی رہ گئی۔ آخر یسُوع مسیح نے اس عورت سے کہا۔ اے عورت چلی جا۔ تجھے پتھر مارنیوالا کوئی نہیں۔ اسی طرح میں بھی آج یہ کہتا ہوں کہ اگر کوئی ایسا شخص ہے جو یہ کہے کہ میں نے کبھی کوئی غلطی نہیں کی۔ اور آئندہ کبھی کوئی غلطی نہیں کروں گا۔ تو وہ سامنے آئے۔ میں فوراً اس کے سپرد کام کر دونگا پس میں پھر کہتا ہوں کہ ایسے لوگوں کو سامنے لاؤ۔ جو کبھی غلطی نہیں کرینگے۔ میں محض اللہ کے دین کو مدنظر رکھتے ہوئے پہلوں کو بدل دُوں گا۔ اگر بہت آدمی مل جائیں تو میں ایک سیکنڈ بھی دیر نہ کروں گا۔ اور پہلوں کو بدل کر ان کو کام پر لگا دوں گا۔ مگر ایسا کرتے ہوئے میں یسُوع مسیح کے اس قول کی طرح کہ پہلا پتھر وہ مارے۔ جس نے کبھی گناہ نہ کیا ہو۔ یہ کہوں گا کہ سامنے وہ آئے۔ جو یہ کہے۔ میں نے کبھی کوئی غلطی نہیں کی۔ اور کبھی کوئی غلطی نہیں کروں گا۔

دُنیا کے معاملات میں نبی بھی غلطی کر سکتا ہے

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دفعہ ایک ایسے مقام سے گذرے۔ جہاں لوگ کھجور کے پودوں میں نر و مادہ کا پیوند لگا رہے تھے۔ یہ دیکھ کر آپ نے ان سے کہا کہ نر اور مادہ کو کیا ملاتے ہو۔ اس پر لوگوں نے سمجھا۔ آپ کا شاید یہ منشاء ہے کہ یہ پیوند نہ لگایا جائے۔ چنانچہ اس کے مطابق انہوں نے پیوند لگانا چھوڑ دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دوسرے سال ان کھجوروں نے پھل نہ دیا ان لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی۔ آپ نے فرمایا۔ یہ میں نے کب کہا تھا کہ پیوند نہ لگاؤ۔ میں نے تو صرف دریافت کیا تھا۔ اگر تم کو میرے دریافت کرنے سے یہ خیال گذرا تھا کہ میں ایسا کرنے سے منع کر رہا ہوں تو تم کو چاہیئے تھا کہ مجھ سے کہدیتے کہ اس کے بغیر یہ پھل نہیں لائینگی۔ میں کوئی زمیندار نہیں کہ مجھے ان باتوں کا علم ہوتا۔ یہ تو تمہارا کام تھا کہ مجھ سے کہدیتے۔ تو دنیاوی معاملات کے سمجھنے میں ایک نبی بھی غلطی کر سکتا ہے پھر اور کون ہے جو نہ کرے۔ ہم نبی سے بڑھکر نہیں ہیں۔ سو ہم سے غلطیاں ہوتی ہیں۔ مگر غلطیوں کے موقعہ پر ہونا یہ چاہیئے کہ ان سے آگاہ کیا جائے نہ کہ بدگمانی شروع کر دی جائے۔ میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ خدا کے فضل سے ہمارے سلسلے کے کارکن مخلص نیک نیت دیانتدار اور محنتی ہیں۔ وہ اپنی عقل سمجھ اور طاقت کے مطابق کوشش کرتے ہیں کہ غلطی نہ ہو۔ لیکن پھر بھی اگر ہو جائے تو اس کے متعلق کسی قسم کی بدظنی کرنا درست نہیں۔ غلطی کو غلطی کی نگاہ سے دیکھنا چاہیئے۔ دنیا میں کوئی انسان ایسا نہیں ملیگا۔ جو غلطیوں سے پاک ہو۔

احمدیہ مسجد لنڈن کا شاندار افتتاح

مفسدوں نے تو یہ کوشش بھی کی تھی کہ مسجد لنڈن ہی نہ بنے۔ لیکن خدا نے ان کا منہ کالا کرنے کے لئے نہ صرف یہ کیا کہ مسجد بنانے کی توفیق دی۔ بلکہ ایسے سامان بھی پیدا کر دیئے کہ تکمیل کے بعد اس کا شاندار افتتاح بھی ہو گیا۔ جو ایسا شاندار تھا کہ ہر ایک نے اس بات کو تسلیم کیا۔ کہ اس کی مثال پہلے موجود نہیں تھی۔ تقریباً دو سو سے زیادہ ولایتی اخبارات میں زبردست الفاظ کے ساتھ اس کا ذکر آیا یہ اخبار انگلستان کے ہیں۔ ان کے علاوہ اور اخبارات ہیں۔ جو دوسرے ملکوں سے نکلتے ہیں۔ اور جن میں اس کا ذکر ہوتا ہے اور جن کے کٹنگس آ رہے ہیں۔ اس طرح اس وقت تک قریباً بیس پچیس کروڑ انسان یہ بات سن چکے ہیں۔ کہ لنڈن میں ایک مسجد بنی ہے۔ جس کا افتتاح ہوا۔ اور جسے اس احمدی جماعت نے بنایا۔ جس کے امام مرزا غلام احمد صاحب ہیں۔ جنہیں خدا نے مسیح موعود اور نبی بنا کے بھیجا۔ اور جس کا کام اشاعت اسلام ہے۔ دنیا کے ہر تین آدمیوں میں سے ایک آدمی کو یہ بات پہنچ چکی ہے۔ اور خود انگلستان کے اخبار نویسوں اور دیگر سربرآوردہ لوگوں کی یہ رائے ہے۔ کہ اگر ہم دو کروڑ روپیہ بھی خرچ کرتے تو اتنی اشاعت نہ ہوتی جتنی اب ہو گئی ہے بلکہ بعض نے تو یہ بھی کہا ہے۔ کہ دو کروڑ روپیہ نہیں دو کروڑ پونڈ بھی یہ کام نہ کرتا جو اس روپیہ نے کر دیا جو مسجد پر خرچ ہوا۔ پھر اس مسجد کے افتتاح میں بڑے بڑے لوگ شامل ہوئے۔ تین لارڈ۔ تیرہ ممبر پارلیمنٹ اور مختلف ممالک کے سفرا وزراء نواب اور دیگر معزز اور سربرآوردہ لوگوں نے ایک کافی تعداد میں شمولیت اختیار کی اور نہ صرف یہ کہ شمولیت ہی اختیار کی۔ بلکہ ان اعلیٰ طبقہ کے لوگوں نے پہلے درجے کی دلچسپی بھی لی۔ اور خوشی محسوس کی۔ بعض نے تو کام کرنے میں بھی فخر سمجھا اور بڑے شوق سے انہوں نے ہر کام میں حصہ لیا۔ پھر ہندوستان کے بڑے بڑے لوگ بھی اس میں شامل ہوئے۔ حتیٰ کہ مہاراجہ بردوان بھی شامل ہوئے۔ جنہوں نے اس موقعہ پر تقریر کرنے کی اجازت مانگی اور خوشی کا اظہار کیا۔ اور کہا کہ گو میں ہندو ہوں مگر میں اس میں شامل ہونا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ پھر گیارہ حکومتوں کے قائمقام بھی اس موقعہ پر آئے۔ جرمنی۔ اٹلی۔ چین۔ وغیرہ ملکوں کے وزیر بھی تھے۔ پس یہ جواب ان لوگوں کے لئے ہے جو کہتے ہیں۔ کہ کہاں گیا وہ روپیہ جو مسجد کے لئے جمع ہوا تھا۔ وہ سن لیں۔ وہ روپیہ یہاں گیا۔

جمع شدہ روپیہ کا خرچ

میں ایسے لوگوں سے پھر کہتا ہوں کہ یہ روپیہ ضائع نہیں گیا۔ بلکہ محفوظ ہے اور نفع کے رنگ میں اصل سے بھی بڑھ گیا ہے۔ مکان اور زمین پر ستر ہزار کے قریب خرچ ہوا ہے۔ ساٹھ ہزار مسجد کی تعمیر اور سامان وغیرہ پر صرف ہوا۔ ستر ہزار وہاں تجارت پر لگا ہوا ہے۔ جو اس لئے وہاں لگایا گیا ہے۔ کہ اس کے نفع سے وہاں کے مشن کے اخراجات پورے کئے جائیں۔ ساٹھ ستر ہزار کی زمین قادیان میں موجود ہے۔ پس جس محنت محبت اور دانائی کے ساتھ یہ روپیہ خرچ کیا گیا ہے۔ اگر اس سے کام نہ لیا جاتا تو اس سارے روپے سے جو ہمیں دیا گیا۔ اتنا کام بھی نہ ہوتا جتنا کہ اب ہوا ہے۔ مگر اب یہ حالت ہے کہ یہ کام بھی ہو گیا ہے اور ہمارے پاس کافی جائداد بھی موجود ہے۔ لنڈن میں ہی اسوقت نو ہزار پونڈ کی جائداد ہے۔ تجارت پر جو روپیہ لگا ہوا ہے وہ الگ ہے قادیان کی زمین الگ ہے۔

اخلاص اور دیانتداری سے کام کیا گیا

پس یہ کام نہایت ہی اخلاص اور دیانتداری کے ساتھ کیا گیا ہے۔ ورنہ نہ تو مسجد بن سکتی تھی اور نہ ہی اس قدر جائداد ہاتھ میں رہ سکتی تھی۔ اس نمونہ کی عمارت کا اندازہ ڈیڑھ لاکھ سے کم نہ تھا۔ اور جب بھی مجھے ہمارے لنڈن کے دوست اس سے اطلاع دیتے۔ میں انہیں لکھتا کہ اور اندازہ کراؤ اور اندازہ کراؤ شائد کسی جگہ سے اس اندازے سے کم رقم کا اندازہ لگایا جا سکے۔ تو ہمارے لنڈن کے دوستوں نے رات دن محنت سے کام کیا۔ اور کوئی ایسی کمپنی نہ تھی جو عمارات کا کام کرتی اور ایسے اندازے لگاتی ہو جسے ہمارے دوستوں نے چھوڑا۔ آخر ان کی کوششوں اور محنتوں سے ایک کمپنی نے اس کام کا بیڑا اٹھایا۔ کہ وہ اتنے روپے میں کہ جتنا اس پر اب خرچ آیا یہ عمارت بنوا دیگی۔ پس اگر معمولی طور پر اس کام کو کیا جاتا تو ڈیڑھ لاکھ روپیہ تو اسی پر لگ جاتا۔ اسی طرح مکان اور زمین کی خرید کا حال ہے۔ یہ سب کارکنوں کے اخلاص اور محنت اور محبت کا نتیجہ ہے۔ اتنے روپے میں مسجد تیار ہو گئی۔

آدم اور شیطان

ہر وقت اس بات کو مدنظر رکھنا چاہیئے کہ آدم کے ساتھ شیطان کا ہونا ضروری ہے۔ خدا کا مسیح آدم تھا تو یہ ضروری تھا کہ اس کے ساتھ کوئی شیطان بھی ہو۔ مگر افسوس کہ تم بھول جاتے ہو کہ اس آدم کے ساتھ کوئی شیطان بھی ہے۔ پس اس بات کو مدنظر رکھو۔ اور ہر وقت اس شیطان سے بچو۔ جو اس آدم کے ساتھ ہے۔ جو لوگوں کو ورغلاتا پھرتا ہے۔ اور ان کے دلوں میں وسوسے ڈال رہا ہے۔ پس اگر آدم تمہارے سامنے ہے تو شیطان بھی تمہارے سامنے ہونا چاہیئے۔ اور یہ شیطان اگر اپنا وعدہ پورا کر رہا ہے تو تمہیں بھی اپنا وعدہ پورا کرنا چاہیئے۔ وہ تمہیں ورغلائے تو تم اس کے پھندے میں نہ پھنسو اور کہو چل ہٹ دور۔ ہم اپنا وعدہ ایفا کرینگے۔ دیکھو یہ وقت بڑا نازک ہے۔ دنیا تاریکی کے گڑھے میں گر رہی ہے۔ تمہیں خدا نے روشنی کے کنارے پر کھڑا کیا ہے۔ تم بچو کہ کہیں اندھیرے میں نہ جا پڑو۔ فتنہ فسادوں سے بچو۔ بے ہودہ گوئیوں سے کنارہ کرو۔ اور اپنی اس عظمت کو قائم رکھو جو مامور کی شناخت سے تمہیں ملی ہے۔

دعا

خدا ہم سب کو ان مضر باتوں سے بچائے۔ اور ہمیں توفیق دے کہ ہمارے کندھوں پر جو بوجھ ہے وہ اٹھا سکیں اور ہم اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور فتنہ و فسادوں سے بچیں ہم خدمت دین میں پہلے سے بھی زیادہ کمربستہ ہوں تا خدا کا نام بلند ہو۔ اور دنیا سے تاریکی اور ضلالت دور ہو خدا ہمیں فتنہ گروں کی فتنہ گریوں سے بچائے۔ میں یہ بھی دعا کرتا ہوں کہ خدا ہم کو نیکی کے نیکی سمجھ کر کرنے کی توفیق دے۔ اور جب ہم نیکی کریں تو کسی ناسمجھی سے ضائع نہ ہو جائے۔ خدا ہم سب کا مددگار ہو۔ آمین۔

نارووال میں جلسہ احمدیہ

مولوی عبدالکریم صاحب مولوی فاضل نے صداقت اسلام پر مہذبانہ اور مدلل لیکچر دیا۔ اور مہاشہ فضل حسین صاحب نے تحریف وید پر تقریر کی۔ اور پچاس روپیہ انعام کا اعلان کیا اگر کوئی ثابت کر دے کہ وید میں تحریف نہیں ہوئی۔ مگر کسی آریہ سماجی کو انعام لینے کی جرأت نہ ہوئی۔ ۲ر اکتوبر ۱۹۲۶ء کو پنڈت دہرم بھکشو صاحب تشریف لے آئے۔ حکام ضلع نے بدیں خیال کہ فساد نہ ہو۔ پنڈت دھرم بھکشو صاحب کو جو غیر مذاہب پر ناجائز حملہ کرنے کے عادی ہیں لیکچر دینے سے روک دیا۔ ایڈیٹر پرکاش نے اس پر جوش دلاتے ہوئے دیگر پنڈتوں اور لیکچراروں کو اسلام پر حملہ کرنے کی رغبت دلائی۔ جس پر انہوں نے بدزبانی سے کام لیا۔ لالہ [illegible] صاحب وکیل پریذیڈنٹ آریہ سماج نے مولوی عبدالکریم صاحب کی مہذبانہ روش کا اپنے اجلاس میں شکریہ ادا کیا۔ اور اپنے لیکچراروں کو مہذب اور شستہ ہونے کی رغبت دلائی۔ ہماری تقریریں خیر و خوبی کے ساتھ جملہ مذاہب کے لوگوں نے سنیں۔ جہاں ہم حکام ضلع کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ وہاں ہم مقامی افسران جناب تحصیلدار صاحب۔ نائب تحصیلدار صاحب و جناب خانصاحب ذوالقرنین صاحب سب انسپکٹر تھانہ نارووال کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ جنہوں نے اپنے حسن انتظام سے فساد کا اندیشہ پیدا نہ ہونے دیا اور ممبر حاجی میاں محمد حسین صاحب و چوہدری عنایت اللہ صاحب میونسپل کمشنران کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں۔

([illegible] سیکرٹری [illegible] نارووال)

اشتہار الله شافی

ملیریا بخار کی مجرب و آزمودہ دوا

کونین سے بڑھ کر مفید اور جملہ اقسام بخار کا دافع (تریاق بخار و قاتل ملیریا) جس کے استعمال سے سخت سے سخت کئی کئی دن کا چڑھا ہوا بخار صرف چند خوراک کے استعمال سے بفضل خدا اتر جاتا ہے اور بخار اترنے کے بعد پھر اس کا استعمال آئندہ کے لئے بخار کو روک بھی دیتا ہے۔ اور ایک شیشی پانچ سات مریضوں کے لئے کافی ہو سکتی ہے۔ پس ایسی مفید اور مجرب دوا کا ہر گھر میں رہنا باعث آرام ہے۔ اور اس کے مفید اور مجرب ہونے کے متعلق ہزارہا شہادتیں موجود ہیں۔ پس مبارک ہیں وہ جو ایسی نایاب دوا سے خود بھی فائدہ اٹھائیں۔ اور دوسروں کو بھی اپنے تجربہ سے مطلع فرمائیں ؏

قیمت فی شیشی صرف ایک روپیہ چار آنہ محصولڈاک علاوہ

خاص رعایت:۔ اطباء اور وید اور ڈاکٹر صاحبان خرچ پارسل ویکنگ وغیرہ کے لئے چھ آنے کے ٹکٹ روانہ فرما کر صرف ایک مرتبہ اس کو بالکل مفت بلا قیمت برائے تجربہ طلب فرما سکتے ہیں"

المشتہر

منیجر شفاخانہ سعادت منزل متعلقہ عالی جناب مولوی حکیم میر سعادت علی صاحب منصبدار معالج امراض کہنہ شاہ علی بنڈہ چوک الیاں۔ حیدرآباد دکن

تحفہ کشمیر

تار کا پتہ "زعفران"

ناظرین اس موقعہ سے فائدہ اٹھائیے۔ سرمائی نرخ گراں ہونگے گرم شدہ شال ہائے گزینے دوم فی گز تیرہ رپیہ آٹھ آنہ۔ لوئی دوہری خود رنگ اول ... دوم للعہ لوئی ایکہری سفید سبز گناری للعہ خود رنگ ... گل بنفشہ خالص للعہ سیر۔ زعفران خالص ۔ فی تولہ۔ بہی دانہ شیریں عہ سیر۔ نور شاہ ہیروں ... للعہ محصولڈاک ذمہ خریدار۔ پانچ روپے کا مال ... سوپر ٹریڈنگ ایجنسی سوپور کشمیر

سکول بجلی

کے پاس شدہ شاگردوں کی آمدنیاں اپنے ہی ملک میں دو ہزار روپیہ ماہوار تک ہیں۔ اس سکول کے پراسپکٹس جس میں شاگردوں کے ناموں کی فہرست درج ہے پرنسپل صاحب سے طلب کر کے ملاحظہ کر سکتے ہیں اور داخل ہو سکتے ہیں۔ المشتہر

پرنسپل سکول آف اپلائڈ الیکٹرسٹی دسکول بجلی کپور تھلہ

آلات زراعت و دیگر مشینری

ہمارے شہرہ آفاق کماد پیڑنے کے بیلنے جات۔ چارہ کترنے کی مشینیں آہنی ہل، انگریزی ہل، خراس رہٹ، ٹیوب، پٹے، چکیاں، آٹا دال، سیویاں، بادام روغن نکالنے کی مشینیں منگانے کیلئے ہماری باتصویر فہرست مفت طلب کیجئے۔

ایم۔ عبدالرشید اینڈ سنز۔ جنرل سپلائرز۔ احمدیہ بلڈنگ بٹالہ پنجاب

حب اٹھرا کا نام
محافظ اٹھرا گولیاں رجسٹرڈ

جن کے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہیں یا مردہ پیدا ہوتے ہیں یا وقت سے پہلے حمل گر جاتا ہے۔ اس کو عوام اٹھرا کہتے ہیں اور طب میں اسقاط حمل کہتے ہیں۔ اس مرض کے لئے مولانا مولوی حکیم نورالدین صاحب شاہی حکیم کی مجرب حب اٹھرا اکسیر کا حکم رکھتی ہیں۔ یہ گولیاں آپ کی مجرب و مقبول و مشہور ہیں۔ یہ ان گھروں کا چراغ ہیں۔ جو اٹھرا کے رنج و غم میں مبتلا ہیں۔ وہ خالی گھر آج خدا کے فضل سے بچوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ ان لاثانی گولیوں کے استعمال سے بچہ ذہین خوبصورت اٹھرا کے اثرات سے بچا ہوا پیدا ہو کر والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی راحت ہوتا ہے۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ چار آنہ (عہ) شروع حمل سے اخیر رضاعت تک قریباً ۸ تولہ خرچ ہوتی ہیں۔ جو ایک دفعہ منگوائے پر فی تولہ ایک روپیہ لیا جائے گا۔

المشتہر

عبدالرحمٰن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان پنجاب

تریاق چشم رجسٹرڈ

نقل ترجمہ انگریزی سارٹیفکیٹ صاحب سول سرجن بہادر کیمبل پور

"میں تصدیق کرتا ہوں کہ میں نے تریاق چشم جسے مرزا حاکم بیگ صاحب نے تیار کیا ہے استعمال کیا ہے۔ میں نے گجرات اور جالندھر میں اپنے ماتحتوں (یعنی ڈاکٹروں) اور دوستوں میں بھی تقسیم کیا۔ میں نے مندرجہ مذکورہ آنکھوں کی بیماریوں بالخصوص ککروں میں نہایت مفید پایا۔ جیسا کہ دیگر سرٹیفکیٹوں سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ دستخط صاحب سول سرجن بہادر"

نوٹ:۔ قیمت پانچ روپے (صہ) تریاق چشم رجسٹرڈ۔ محصولڈاک سوازی وغیرہ بذمہ خریدار ہوگا۔

المشتہر

خاکسار میرزا حاکم بیگ احمدی موجد تریاق چشم رجسٹرڈ گڑھی شاہدولہ صاحب گجرات پنجاب

نارتھ ویسٹرن ریلوے
نوٹس

سربمہر ٹنڈر مطلوب ہیں۔ ایک نیلام کنندہ کی ایک سال کی خدمات کے لئے جو یکم دسمبر ۱۹۲۶ء سے لکڑی کے وہ ناقابل استعمال سلیپر اور بانسوں کے ٹکڑے جو نارتھ ویسٹرن ریلوے کے مختلف انجینئرنگ ڈپو اور ڈویژنوں پر بغرض فروخت پڑے ہیں۔ بذریعہ نیلام فروخت کرنا شروع کرے ؛

مطلوبہ ٹنڈر صاحب کنٹرولر آف سٹورز نارتھ ویسٹرن ریلوے مغلپورہ (لاہور) کے دفتر میں ۱۵ نومبر ۱۹۲۶ء بروز پیر دو بجے سے پہلے پہلے پہنچ جانے چاہئیں۔ جو اس سے اگلے دن دفتر صاحب موصوف میں ٹنڈر دہندوں کی موجودگی میں اگر کوئی وہاں ان میں سے موجود ہو دن کے دو بجے کھولے جائیں گے۔

ٹنڈر فارم کنٹرولر آف سٹورز نارتھ ویسٹرن ریلوے مغلپورہ کے پاس درخواست کرنے پر بہ ادائیگی مبلغ پانچ روپیہ مل سکتی ہیں ؛

کنٹرولر آف سٹورز اس بات کے پابند نہیں کہ وہ کسی کم نرخ کے ٹنڈر کو منظور کریں یا کسی زیادہ نرخ کے ٹنڈر کو اور نہ ہی وہ اس بات کے پابند ہیں کہ کسی نامنظور شدہ ٹنڈر کی وجہ نامنظوری بتائیں ؏

مغلپورہ
مورخہ ۵ اکتوبر ۱۹۲۶ء

سی۔ ایف۔ لینگ
کنٹرولر آف سٹورز

ہندوستان کی خبریں

لاہور ۲ نومبر۔ مجلس وضع قوانین پنجاب نے اپنے گذشتہ اجلاس میں مستورات کے داخلہ کونسل کی قرارداد منظور کر دی ہے۔ چنانچہ اس دفعہ سیالکوٹ اور فیروزپور کے شہری حلقہ کی طرف سے بی بی پاربتی جو ایک لیڈی ڈاکٹر ہیں کونسل کی امیدواری کے لئے کھڑی ہوئی ہیں۔

دہلی یکم نومبر۔ دہلی سے لیجسلیٹو اسمبلی کی ایک نشست کے لئے تین امیدوار تھے۔ نتیجہ کا اعلان کر دیا گیا۔ پنڈت مدن موہن مالوی اور لالہ لاجپت رائے کے امیدوار مسٹر رنگ بہاری لال کو ۱۶۸۰ ووٹ ملے۔ مسٹر آصف علی سوراجی امیدوار کو ۴۴۶ ووٹ ملے۔ ساڑھے چھ ہزار ووٹروں میں سے صرف ۲۶۰۰ ووٹروں نے ووٹ دئے۔ کہا جاتا ہے کہ دہلی کے مسلمان عنقریب گورنمنٹ ہند سے درخواست کرینگے کہ ان کو نیابت جداگانہ عطا کی جائے۔ کیونکہ دہلی میں ہندو ووٹروں کی تعداد ۵۰۰۰ ہے اور مسلمان ووٹروں کی تعداد ۱۸۰۰ ہے۔ اس لئے مسلمانوں کو لیجسلیٹو اسمبلی میں نمائندگی کا کبھی موقع حاصل نہ ہوگا۔

تازہ پرچہ گورنمنٹ گزٹ ممالک متحدہ میں چونکہ پنڈت کالی چرن شرما کی مولفہ کتاب "وچتر جیون" بزبان ہندی اور انگریزی کے ترجمہ کی تمام کاپیاں زیر دفعہ ۹۹ (الف) مجموعہ ضابطہ فوجداری بحق حضور شہنشاہ معظم ضبط کئے جانے کا اعلان شائع ہو چکا ہے اس لئے دو شنبہ واقعہ یکم نومبر کو صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ آگرہ کے اجلاس پر مقدمہ "وچتر جیون" کی کارروائی شروع ہونے پر وکلاء ملزمین کی طرف سے درخواست پیش کی گئی۔ کہ چونکہ اس اعلان کی اشاعت سے لوکل گورنمنٹ نے اپنا یہ فیصلہ صادر کر دیا ہے کہ "وچتر جیون" میں اس قسم کا مضمون ہے جو زیر دفعہ ۱۵۳ (الف) قابل سزا ہے۔ اس لئے اب مقدمہ کی مزید کارروائی اس عدالت میں جاری رکھنی بیکار ہے اور وہ عدالت عالیہ ہائیکورٹ میں درخواست دینگے۔ کہ مقدمہ عدالت سے اٹھا کر کسی دیگر صوبہ کی عدالت میں بھیج دیا جائے۔ صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے ان کے اس عذر کو صحیح تسلیم کرنے سے انکار کیا۔ مگر ملزم کو ہائیکورٹ میں انتقالی مقدمہ کی درخواست دینے کا موقعہ بہم پہنچانے کے لئے مقدمہ کی کارروائی ۳ ہفتے کے لئے ملتوی کر دی۔

بمبئی یکم نومبر۔ سیٹھ عدل جی ڈنشا کے اوقاف کے ٹرسٹیوں نے بمبئی یونیورسٹی کو سوا پانچ لاکھ روپیہ اس لئے دیا ہے کہ پارسی قوم کے طلبہ کو دستکاری کی ثانوی و اعلیٰ تعلیم کے لئے اس رقم سے وظائف دیئے جائیں۔

خلافت کا نامہ نگار گیا سے لکھتا ہے۔ کہ چار مہینہ کا ایک بچہ پیٹ کی شکایت کی بناء پر ہسپتال میں داخل کیا گیا۔ چونکہ اس کا پیٹ پھولا ہوا تھا۔ اس لئے سرجن نے اپریشن کیا۔ تو پیٹ کے اندر سے ایک مردہ بچہ برآمد ہوا۔ جس کے سالم ہاتھ اور ٹانگ کے تمام اعضاء موجود تھے۔ یہ خبر بجلی کی طرح شہر میں پھیل گئی۔ اور لوگ ہسپتال میں قدرت کے اس کرشمہ کو دیکھنے کے لئے پہنچ گئے۔ ہسپتال کے منتظمین نے ایک آنہ کا ٹکٹ لگا دیا۔ وہ بچہ زندہ ہے۔ جس کے پیٹ سے ایک دوسرا بچہ برآمد ہوا تھا۔

لاہور یکم نومبر۔ جو لوگ تازہ حادثہ بم سے ہلاک اور مجروح ہو گئے ہیں۔ ان کے متعلقین کی اعانت کے لئے ایک فنڈ کھولا گیا ہے۔ جس کے خزانچی رائے بہادر لالہ رام سرن داس اور صدر سر میاں محمد شفیع ہیں۔ سر مالکم ہیلی گورنر پنجاب نے ۱۵۰ روپیہ چندہ مرحمت فرمایا ہے۔ اس وقت تک ایک ہزار روپیہ فراہم ہو چکا ہے۔

پانگھاٹ (مدراس) [illegible] کی عدم برداشت سے تنگ آ کر عیسائی ہو گئے [illegible] آریہ سماجی ہو جانے کے بعد بھی ان [illegible] دیتے تھے جو صرف برہمنوں کے لئے [illegible]

[illegible] تجویز ہے۔ کہ پنجاب سیکرٹیریٹ کے گورنمنٹ ریکارڈ آفس میں ایسی تاریخی دستاویزوں اور تصویروں [illegible] جائیں جو غیر سرکاری اشخاص کے قبضہ میں ہوں۔ اس غرض سے عوام سے درخواست کی جاتی ہے۔ کہ اگر ان کے پاس ایسی دستاویزیں یا تصویریں ہوں۔ اور وہ ان کے فوٹو لئے جانے پر رضامند ہوں۔ تو وہ اس امر کی اطلاع ریکارڈ آفس کے [illegible] کو دیں [illegible] گورنمنٹ کی [illegible] کا محافظ [illegible] انتظام کریگا۔ [illegible] اور تصویروں کے مالکوں کو [illegible] نہ کرنا پڑے۔ جو فوٹو لیا جائیگا اس کی ایک کاپی [illegible] دی جائے گی۔ جملہ درخواستیں کیپر آف ریکارڈ [illegible] لاہور کے نام آنی چاہئیں۔

الہ آباد ۳۱ اکتوبر۔ مسیحیان ہند کی سالانہ کانفرنس ۵ نومبر کو شروع ہو گی۔ جس میں مختلف مسائل پر بحث و تمحیص کی جائیگی۔ ان مسائل میں یہ باتیں بھی شامل ہیں۔ مجالس عامہ میں مسیحیان ہند کی نمائندگی فرقہ وار نمائندگی کا معاملہ مجالس امداد باہمی کا قیام۔ عیسائی اخبار نکالنے کے لئے ایک کمپنی کا قیام۔ صنعتی اور زراعتی حرفے۔

الہ آباد ۳۰ اکتوبر۔ سر ولیم مارس ۲۴ نومبر صوبہ متحدہ کی گورنری کا کام شروع کر دینگے۔

[illegible] ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)